

اور ابلیس نے ان لوگوں کے بارے میں اپنا گمان واقعی پورا کیا اور سوائے مومنوں کی  
ایک جماعت کے سب اس کی راہ پر چل پڑے۔ (القرآن سبأ: ۲۰)

# قبر پرستی کے فروغ کیلئے

## شیطان کی بہتر بات دہریں

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

ترجمہ و تعلق

عبدالحجبار افغانی امیر اے

تالیف

امام ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ

ناشر محمدی پبلیشنگ اینڈ کمپنی ہاؤس

18- اردو بازار لاہور۔ فون: 7223046

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .....

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

### ☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

[kitabosunnat@gmail.com](mailto:kitabosunnat@gmail.com)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

الدكتور حافظ عبد الرحمن  
المدني

From - Abu Riyadh

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



اور ایس نے ان لوگوں کے بارے میں اپنا گمان واقعی پورا کیا اور سوائے مومنوں کی  
ایک جماعت کے سب اس کی راہ پر چل پڑے۔ (القرآن سہ ماہ: ۳۰)

# قبر پرستی کے فروغ

کیلئے

## شیطان کی ہوشیار با تدبیریں

ترجمہ و تعلق

عبدجبار اعظمی ایم اے

تالیف

امام ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

محمدی پبلیشنگ اینڈ کیٹ ہاؤس

18- اردو بازار لاہور۔ فون: 7223046

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

قبر پرستی کے فروع

کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

تالیف

عمدة المحدثین قدرة الصالحین امام ابن قیم الجوزیه دمشقی

ترجمہ و تعلق

ابو مسعود عبد الجبار الصلفی ایم۔ اے۔

کپیٹنگ \_\_\_\_\_ عبدالقدوس

تعداد \_\_\_\_\_ 2000

اشاعت دوم \_\_\_\_\_ 2003

ناشر \_\_\_\_\_ مری پبلشنگ اینڈ کسٹ ہاؤس

قیمت \_\_\_\_\_ 60 روپے

48 اردو بازار لاہور  
7223048

ملنے کے پتے

● خانہ عہد میں کوئٹہ، نیشنل سٹاک انسٹیٹیوٹ، منٹاؤف، ہالند ● مرزا بک ڈپو چین بازار اردو بازار لاہور ● فیض اللہ اکیڈمی

● مکتبہ دارالسلام اردو بازار لاہور ● مکتبہ اسلامیہ حاجی آباد نزد جامعہ سلفیہ فیصل آباد

● مکتبہ اہل حدیث امین پور بازار فیصل آباد ● طارق اکیڈمی جھوانہ بازار فیصل آباد

● دارالاعلیٰ مدرسہ مرکز القادسیہ چیمبرگی لاہور ● خزانہ قرآن ہاؤس ریلوے روڈ حویلی کھسا

● مکتبہ اچھریٹ کورٹ روڈ کراچی ● دارالقرآن - الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

## فہرست

- ۹ \* تحدیث نعمت
- ۱۱ \* تصدیق
- ۱۳ \* شفقة الأستاذ
- ۱۵ \* لفظ طبع اول
- ۱۹ \* خطبۃ الكتاب
- ۲۳ \* آستانوں کی پرستش کی ابتداء کیسے ہوئی
- ۲۵ \* قوم نوح علیہ السلام کے پختن بزرگوں کا تعارف
- ۲۸ \* بابا ستوشاہ کی پرستش کا بنیادی سبب
- ۲۹ \* آستانوں کی پرستش جنوں کی پرستش سے بھی خطرناک ہے
- ۳۰ \* مشرکوں کی احادیث رسول ﷺ سے محاذ آرائی
- ۳۰ \* آستانوں پر مسجدیں بنانے کے متعلق ائمہ دین کے فتوے
- ۳۱ \* قبروں پر مسجدیں بنانے کے متعلق احادیث رسول
- ۳۵ \* ایک مغالطے کا ازالہ
- ۳۹ \* رسول اللہ ﷺ کے اندیشے اور مشرکین کی سینہ زوری
- ۴۰ \* اہل توحید پر اللہ کا احسان
- ۴۱ \* قبروں پر میلے اور عرس
- ۴۲ \* مشرکین عرب قبل از اسلام عرس منایا کرتے تھے

## قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

- ۳۶ ایک یہودیانہ تحریف پر تبصرہ
- ۳۹ آستانوں پر حاضری کے دینی نقصانات
- ۵۰ مزاروں پر حاضری کے وقت پجاریوں کا خشوع و خضوع
- ۵۲ ایک بصیرت افروز تجزیہ
- ۵۳ فرمان رسول اللہ ﷺ..... اور مسلمان مشرکوں کا رد عمل
- ۵۵ ہکی قبروں کے خلاف سلف صالحین کے فتوے
- ۵۶ مشرکین کی خود سری کی انتہا
- ۵۸ قبروں پر حج اکبر منعقد کرنا
- ۶۱ حضرت رسول کریم کا طریقہ زیارتہ قبور
- ۶۳ غور و فکر کا مقام
- ۶۵ اسلاف کرام کی احتیاط
- ۶۸ مسلمان مشرکین کا فسوس ناک طرز عمل
- ۶۹ آستانہ پرستوں کو چیلنج
- ۷۰ حضرت دانیال کی قبر کو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کرنا
- ۷۱ قابل غور حقیقت
- ۷۲ ذرا سوچئے تو سہی
- ۷۳ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دراندیشی
- ۷۴ اطلحہ لٹکانے کی غرض سے درخت مخصوص کرنے والوں پر آپ کی ناراضگی
- ۷۵ دین کے بگاڑ پر اسلاف کرام کی برہمی
- ۷۷ غیر مومنین کو مشرکین کے طعنے
- ۷۹ داعیان توحید و سنت کی تسکین و تسلی



۸۰

⊗ بزرگان دین کے نادان پجاری ان کے حقیقی دشمن ہیں

۸۳

⊗ آستانوں کی پرستش کا اصل سبب

۸۴

⊗ شیطان لعین کی ہوشربا تدبیر

۸۶

⊗ شرک اکبر تک پہنچانے والے شیطانی زینے

۸۷

⊗ مروجہ وسیلہ کی تردید میں بزرگان حنفیہ کے فرمودات

۷۹

⊗ آستانوں پر کی جانے والی منکرات کے درجات

۹۰

⊗ شیطان کی حیرت ناک شیطنت (حاشیہ)

۹۱

⊗ موحدین اور مشرکین کے طریقہ زیارت قبور میں فرق

۹۲

⊗ آستانوں کی زیارت سے مشرکین کا مقصد

۹۳

⊗ شفاعت کا مشرکانہ تصور اور اس کی تردید

۹۸

⊗ مشرکین، انبیاء اور اولیاء کی سفارش سے محروم رہیں گے

۹۹

⊗ قرآنی نظریہ سفارش اور مشرکانہ سفارش کا فرق

۱۰۳

⊗ دونوں طرح کی سفارشوں میں ایک مزید فرق

۱۰۷

⊗ معرفت و طریقت کے نام پر پیروں پر وہتوں کے شرمناک کھیل



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### تحدیثِ نعمت

الحمد لله رب العالمين و الصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين  
و على آله و اصحابه و اهل بيته اجمعين. اما بعد:

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے کتاب ہذا کو وہ قبولیت نصیب فرمائی جو  
مترجم و مہذب و ناشر کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ اس کا جب بھی تازہ ایڈیشن شائع  
ہوتا ہر مسلک کے پرستاران توحید اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے اور کتاب چند ماہ میں بازار  
سے نایاب ہو جاتی۔ چنانچہ قلیل عرصے میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے لیکن کتاب  
کی مانگ میں کمی نہ آئی۔

فدائیان توحید و سنت نے اس کی تخریج و طبع کی طرف توجہ دلائی اور اس کے  
سرورق کو دیدہ زیب اور کتابت کو دلکش بنانے کا مشورہ بھی دیا چنانچہ راقم الحروف نے  
اصحاب علم و فضل کی مشاورت سے موجودہ ایڈیشن میں آیات اور احادیث کی تخریج  
کردی اور مفید حواشی کا اضافہ کر دیا لہذا موجودہ ایڈیشن مندرجہ ذیل خوبیوں سے مالا  
مال ہے۔

- ۱۔ سرورق، انتہائی خوبصورت چار رنگا ڈیزائن کیا گیا ہے۔
- ۲۔ اردو/عربی مواد کو خوبصورت انداز سے ان چھ پروگرام میں کمپوز کر دیا گیا ہے۔
- ۳۔ حاشیے پر آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کی تخریج کردی گئی ہے۔

## عرض ناشر

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على الفضل الانبياء  
والمرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين وبعدا

عالم اسلام کے نامور اور جلیل القدر مصنف امام ابن قیم الجوزیہ کی شخصیت کسی تعارف  
کی محتاج نہیں، آپ نے اپنی ساری زندگی دین حق کی سر بلندی کے لیے وقف کر رکھی تھی اور  
توحید و سنت کی ترویج و اشاعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا۔

اس سلسلے میں آپ نے ہر طرح کی تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کی اور بڑی  
جرات اور بے باکی سے مسئلہ توحید، وسیلہ، شفاعت کی صحیح معنوں میں تشریح کی اس کتاب  
میں بھی مصنف نے قرآن و سنت اور اقوال صحابہ و تابعین سے قبر پرستی کی تردید کی ہے اور بتایا  
ہے کہ شیطان نے بزرگوں کی تعظیم و تقدیس کی آڑ میں سادہ لوح بندوں کو کتنی مہارت سے  
شرک اکبر میں پھنسایا ہے۔

یہ کتاب دراصل اغاثۃ اللھفان عن مصاید الشیطان کے ایک نہایت وقیح باب کا اردو  
ترجمہ ہے مترجم نے اس کے ترجمہ میں اپنی ادبی صلاحیت کے جوہر دکھائے ہیں اور اس کے  
مطالعے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ نہیں بلکہ امام صاحب کی اردو تصنیف ہے اللہ تعالیٰ  
سے دعا ہے کہ وہ مترجم اور ناشر کی کاوش کو قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ  
بنائے۔ آمین

میں قارئین کرام سے درخواست کروں گا کہ میں نے کتاب کی طباعت و ترمیم میں  
اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا اس کے باوجود اگر کہیں کوئی قسم نظر آئے تو مطلع  
فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ ہم آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر سکیں۔

محمد جاوید محمدی

۲۵-۹-۲۰۰۳

## تصدیہ

شیخ الحدیث حضرت العلام مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ  
مبعوث دار الافتاء مملکتہ عربیہ سعودیہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنْ بَعَثَ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ  
لِيُظَهِّرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ..... أَمَّا بَعْدُ!

زیر نظر کتاب علامہ ابن قیم کی معرکتہ الاراء تصنیف ”اغاثۃ اللہفان“ کے ایک  
جزء کا ترجمہ ہے جس کا تعلق فتنہ عبادۃ قبور سے ہے تلیذ موصوف نے اپنے خاص انداز  
میں اس کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے جو لائق تحسین ہے، رب العزت ان کی جملہ  
مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے اور عقبی میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین  
اخیر میں میری یہ سفارش ہے کہ مکمل کتاب کا ترجمہ ہونا چاہیے تاکہ اردو دان طبقہ  
بھی اس سے کما حقہ مستفید ہو سکے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

الرقم

ثناء اللہ عیسیٰ خان لاہور

۱۱ جمادی الاول ۱۴۱۴ھ

بمطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۳

مولانا محمد عبدہ نے کتاب کا ترجمہ کر دیا ہے اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ البتہ غلامہ چھپ چکا ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## شَفَقَةُ الْأَسْتَاذِ الْكَرِيمِ عَلَى تَلْمِيزِهِ الْأَيْتِمِ

لَإِنَّ الْأَخَ الْكَرِيمَ عَبْدَ الْجَبَّارِ السَّلْفِيِّ خَرِيْجَ الْجَامِعَةِ السَّلْفِيَّةِ بِفَيْضِ  
آبَادٍ وَالْمَاجِسْتِيْرِ فِي اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ مِنْ جَامِعَةِ فُنْجَابِ بِيَاكِسْتَانَ مِنْ  
خَيْرَةِ الطُّلَّابِ الَّذِينَ تَخَرَّجُوا مِنَ الْجَامِعَةِ السَّلْفِيَّةِ دَارَسَ عَلِيٌّ وَلَا  
زَمَنِي بُرْهَةً مِنَ الزَّمَنِ .

كَانَ مُجْتَهِدًا زَكِيًّا فَطِيْنًا خَلِيْقًا صَاحِبَ مَيْزَةٍ خِطَابَةٍ وَ اِنْشَاءٍ خَاصِمًا  
مُنَادِيًّا وَ مَكْرَمًا لِاصْحَابِ الْفَضَائِلِ وَالسَّجَايَا وَ بِالْاَخْصِ شُيُوْخَهُ  
عَلَى تَفَاوُتِ دَرَجَاتِهِمْ كَمَا هُوَ مَعْرُوْفٌ لَدُنِّيَا عَقِيْدَةً صَحِيْحَةً وَ هُوَ  
أَهْلٌ لِلْاِيْتِحَاقِ وَ صَالِحٌ لِلتَّرْشِيْحِ .

الراقم

ثناء اللہ عیسیٰ خان

نیو گارڈن ٹاؤن لاہور





## پیش لفظ طبع اول

محترم ناظرین، آٹھویں صدی ہجری کے ہر دلچیز اور شہرہ آفاق عالم ربانی، حجۃ الاسلام امام ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکہ آراء کتاب "اغاثۃ اللہفان" اس قابل ہے کہ اسے دنیا کی تمام زبانوں میں منتقل کیا جائے۔

راقم الحروف نے آج سے چند سال قبل اس کے نہایت وقیع اور اہم باب کا ترجمہ کیا تھا جو وفاتی شرعی عدالت پاکستان کے مشیر اور الاعتصام لاہور، کے مدیر اعلیٰ مفسر قرآن حضرت مولانا حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ثانی کے بعد مفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور میں قسط وار شائع ہوا۔

حسن اتفاق سے یہ مضمون، ملک کے نامور، بزرگ عالم دین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ میں آیا، جب انھوں نے اسے اول تا آخر بڑی دلچسپی سے پڑھا تو ان کے دل میں چشمہ توحید کی شیریں لہریں موجزن ہو گئیں اس وقت ان کی قلبی کیفیت کچھ اس طرح نظر آنے لگی۔

و یُدْرِكُنِي فِي ذِكْرِهِ فَشَعْرِي  
لَهَا بَيْنَ جَلْدِي وَالْعِظَامِ ذَيْبًا

چنانچہ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے والہانہ شینگی کے عالم میں راقم الحروف کو لاہور طلب کر کے اسے مزید آسان اور عام فہم کرنے کا حکم دیا تاکہ یہ مضمون کتابی صورت میں شائع ہو سکے۔ راقم الحروف حضرت حافظ صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں

اس کے تذکرے سے میرے دل میں خشک پڑ جاتی ہے اور میرے روگئے کڑے ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور اس کی محبت کی مٹھی مٹھی لہریں میری جلد اور ہڈیوں کے درمیان چھوٹیوں کی طرح چلنے لگی ہیں۔

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

مصروف تھا کہ جبل استقامت اور توحید و سنت کے بیباک داعی حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) آف گجرات کو بھی اسے ملاحظہ فرمانے کا اتفاق ہوا تو انہوں نے والہانہ انداز میں راقم کی گردن کو دونوں اطراف سے چوم کر نہایت مسرت کا اظہار کیا اور فرمانے لگے آفرین ہے بیٹا صد آفرین اللہ اس کاوش کو قبولیت عطا فرمائے۔

اس کتاب کے مصنف کو علمی دنیا میں جو بے پناہ مقبولیت اور محبوبیت حاصل ہے اس کا سبب یہ ہے کہ آپ مجسمہ اخلاص تھے۔ زہد و ورع، عبادت و ریاضت اور تقویٰ کے اعتبار سے ”إِنَّهُوَ إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ“ معلوم ہوتے تھے۔ ذکر الہی اور تلاوت قرآن آپ کی یومیہ روحانی غذا تھی تو جس طرح حدیث قدسی میں آیا ہے کہ جب بندہ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل کے ذریعہ بھی میرا قرب تلاش کرتا ہے تو میں اس سے محبت کرنا شروع کر دیتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے ارنح (الحدیث)..... اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو اطلاع دیتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر آسمان والے ملائکہ کرام بھی اس سے محبت کرتے ہیں پھر اس کے لیے اہل زمین کے دلوں میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

اس عالم ربانی نے اپنے استاذ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح، اللہ تعالیٰ کی خاطر، دنیاوی جاہ و منصب اور مال و دولت کو ٹھکرایا اور حکومتی عہدوں اور مناصب پر جلوہ گر ہونے کی بجائے تبلیغ حق کرتے ہوئے جیل میں قید ہونے کو ترجیح دی۔ چنانچہ انبیائے کرام کی خالص دعوت توحید کی تبلیغ کی پاداش میں آپ کو قید کیا گیا۔ اونٹ پر باندھ

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

کر بازاروں میں گھمایا گیا اور پیٹھ پر کوڑے برسائے گئے لیکن آپ نے یہ سب کچھ طائف کے داعی الی اللہ ﷺ کی طرح برداشت کیا اور شرک و بدعت کے ایوانوں میں دعوت توحید پہنچائی۔

آج ان کی شہرت اور محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ جو نبی ان کی کوئی کتاب شائع ہو کر مارکیٹ میں آتی ہے وہ چند دنوں میں نایاب ہو جاتی ہے کیونکہ عام و خاص اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اور لوگ ان کی کتابوں کے ایسے محتاج ہیں جیسے پانی کے۔ ”زاد المعاد، اغاثۃ اللفھان، اعلام الموقعین، قصیدہ نونیہ، مدراج السالکین، روضة المحبین، نزہۃ المشتاقین، حادی الأرواح الی بلاد الإفراح“ وغیرہ کتب کے کیا کہنے۔

سبحان اللہ ہر گلے رارنگ و بوئے دیگر است

ان کتب میں سے اغاثۃ اللفھان اپنے موضوع پر بڑی شاندار اور لا جواب کتاب ہے اور خصوصاً یہ حصہ ایسا بے مثال ہے کہ اہل ایمان اس کے مطالعے سے شرک کی حقیقت اور اس کے خطرناک نتائج سے مکمل طور پر آگاہ ہو جائیں گے اور یہ جان لیں گے کہ یہی وہ دعوت ہے جس کی انبیاء کرامؑ نے تبلیغ کی اور اس کی پاداش میں اپنی اپنی قوموں سے پتھر کھائے اور ان کی بدتمیزیوں کا شکار ہوئے اور اسی نظریے پر استقامت کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ نے عزیمت کے مقام پر فائز کیا اور انہیں دنیا میں لسان صدق کا اعزاز بخشا اور عقبیٰ میں جنت الفردوس کا وارث بنایا۔

راقم الحروف نے قصیدہ نونیہ کے تمہیدی خطبے کو اردو جامہ پہنا کر اس کتاب کے شروع میں لگا دیا ہے۔ سبحان اللہ! امام ابن قیمؒ کا یہ خطبہ ارباب بصیرت کو مسحور کر دینے والا ہے۔ اس کی اصل عربی عبارت ایسی فصیح و بلیغ اور حلاوت ایمانی سے بھر پور ہے کہ علمائے کرام عیش عیش کر انہیں، اردو خواں اصحاب اس کے ترجمے کے مطالعہ سے کم و بیش

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

وہی لطف حاصل کر سکتے ہیں جو اصلی عربی عبارت سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ خطبہ اپنی ایمانی حرارت کے ساتھ ساتھ عیار دین بازوں کا پورا پورا جواب بھی ہے، جو دن رات اہل ایمان کو گستاخی رسول ﷺ کا مرتکب گردانتے ہیں۔ راقم الحروف نے اپنی کم مائیگی کے باوجود بڑی جانفشانی سے اس باب کا ایسا رواں اور سلیس اردو ترجمہ کیا ہے کہ قارئین کرام اسے اردو کتاب ہی تصور کریں گے۔

میں قارئین کرام سے درخواست کروں گا کہ وہ میرے اساتذہ کرام خصوصاً شیخ العرب والعم حضرت مولانا حافظ محمد گوندلویؒ و مولانا محمد عبد اللہ امجد چھتوی اور حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ خاں مدنی، حضرت مولانا حافظ عبد المنان نور پوری اور میرے والد محترم میاں ولی محمد مرحوم کو خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں اور مولانا عبدالقادر بریلویؒ حصاری و مولانا محمد یوسف راجو والوی کو بھی کہ میں ان کی دعاؤں سے اس خدمت کے قابل ہوں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰی ذٰلِكَ .

مزید گزارش کرتا چلوں کہ یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ برادر عزیز حضرت مولانا حافظ محمد عباس پرنسپل اسلامک ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ مہتتا نوالہ دیپالپور، الحاج محمد سرور سکھیر اور حاجی سعید احمد خان لودھی اور برادران عزیز مستری مشتاق احمد و عبدالقادر اور محمد اقبال لیفٹیننٹ کرنل (R) آف حویلی اور دیگر مخلص رفقائے کرام کے مخلصانہ تعاون سے منصفہ شہود پر آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کے مخلصانہ تعاون کو قبول فرمائے اور انھیں دنیا و آخرت میں سرخروئی عطا فرمائے۔ آپ نے ان کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھنا ہے۔

جَزَاهُمْ اللَّهُ عَنَّا وَ سَائِرِ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا

فقیر الی اللہ

عبد الجبار سلفی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## خطبہ الکتاب

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ:  
اللہ رب العزت ہی تمام تعریفوں کے لائق ہے جس کے پالٹھار ہونے پر تمام مخلوق گواہ ہے جس کی غلامی کا ساری مصنوعات اقرار کر رہی ہیں اور اپنے اندر پائی جانے والی عجیب و غریب کاریگری کے ذریعے گواہی دے رہی ہیں کہ اس ذات بابرکات کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں۔ وہ ہر نقص سے پاک اور تمام خوبیوں سے متصف ہے، اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر، اور ان برگزیدہ ہستیوں کی تعداد برابر جن سے وہ راضی ہوا اور اتنے وزن برابر جتنا اس کے عرش کا وزن ہے، اور اتنی سیاہی برابر، جس سے اللہ کے کلمات لکھے جائیں تو وہ ختم ہو جائے، لیکن اللہ کے اوصاف و کمالات بدستور باقی رہیں۔

وہ ایسا بابرکت اور بے نیاز اور یکتا رب ہے جس کی ربوبیت میں کوئی شریک نہیں اور اس کی صفوں اور کاموں میں کوئی شبیہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کائنات کی ان تمام چیزوں سے بڑا ہے جو اس کے علم میں ہیں اور جو اس کے قلم نے لکھی ہیں اور جن پر اس کا حکم نافذ ہے۔

ہم اس بے بس اور عاجز بندے کی طرح لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہتے ہیں جو اپنی ذات کے نفع اور نقصان کا مالک نہیں۔ نہ زندگی کا مالک ہے۔ نہ موت کا اور نہ جی اٹھنے کا بلکہ اول تا آخر رب العزت کا محتاج ہے۔

ہم اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں نہ اس کا

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

کوئی شریک ہے، نہ اس کی بیوی ہے، نہ اولاد نہ باپ نہ کوئی ہمسر، وہ یقیناً ایسا ہی ہے جس طرح اس نے اپنے متعلق بیان کیا اور بڑھ کر ہے اس سے جو مخلوق اس کے متعلق بیان کر سکتی ہے۔

اور ہم شہادت دیتے ہیں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور پیارے رسول ہیں اور وحی الہی کے امین ہیں اور اس کی طرف سے مخلوق کی جانب سفیر ہیں اور مخلوق پر رحمت ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں قیامت سے قبل ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا اور انہیں بشیر و نذیر، سراج منیر اور داعی الی اللہ بنایا اور انہیں اس وقت رسول بنا کر بھیجا جب انبیاء و رسل کو گزرے ایک عرصہ بیت چکا تھا اور صراط مستقیم کے نشانات مٹ چکے تھے اور کتابوں کی نصیحتیں طاق نسیان ہو چکی تھیں۔

کفر کی آگ بھڑک رہی تھی اور اس کی چنگاریاں کائنات کے گوشوں تک اڑ رہی تھیں اور اہل زمین اس لائق تھے کہ ان پر غضب الہی ٹوٹ پڑے ان حالات میں رب کائنات نے اہل زمین کو دیکھا تو چند اہل کتاب کو چھوڑ کر باقی تمام عرب و عجم پر ناراض ہوا۔

کیونکہ ہر قوم نے اپنی گمراہ کن آراء کو سند بنا رکھا تھا اور اپنی باطل تحریروں سے وحی الہی کا مقابلہ کر رکھا تھا، کفر کی اندھیری رات طویل ہو چکی تھی اور ضلالت کا سیاہ غبار چھا چکا تھا۔ حق کے راستے معدوم ہو چکے تھے اور اس کی علامتیں اکھڑ چکی تھیں۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ اور پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کے ذریعے ایمان کی صبح کو روشن کیا جو نہی یہ آفتاب رسالت طلوع ہوا، کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے نور سے چمکنے لگا۔ ضلالت کی تاریکی ختم ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعے لوگوں کو گمراہی سے ہدایت بخشی اور انہیں جہالت سے نکال کر شریعت کا نور بخشا اور ان کا اندھا پن دور کر کے انہیں نور بصیرت عطا کیا اور اہل حق کو قلت سے کثرت

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

میں اور ان کی ذلت کو عزت میں تبدیل کیا اور آپ کے ذریعے بند آنکھوں اور ڈھکے ہوئے کانوں اور مستور دلوں کو کھول دیا اور آپ ﷺ نے ڈنکے کی چوٹ پر پیغام الہی پہنچایا۔ رسالت کی امانت ادا کی اور امت کی خیر خواہی کی اور ضلالت کے بادلوں کو بکھیر دیا اور جہاد فی سبیل اللہ کا حق ادا کر دیا اور ایسی بندگی کی کہ اللہ کی طرف سے یقین آ گیا۔

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کا سینہ کھول دیا اور آپ کا ذکر بلند کر دیا اور آپ سے بوجھ اتار دیا، آپ کے مخالفین پر ذلت مسلط کر دی اور قرآن حکیم میں آپ کی زندگی کی قسم کھائی اور آپ کا نام اپنے نام سے جوڑ دیا چنانچہ جب بھی کسی جگہ، کسی وقت اللہ کے بابرکت نام کا ذکر ہوتا ہے ساتھ ہی اس کے پیارے پیغمبر ﷺ کا نام لیا جاتا ہے۔ اس وقت تک کسی خطیب کا خطبہ کسی نمازی کی نماز اور کسی مؤذن کی اذان مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ یقین سے گواہی نہ دے لے کہ محمد ﷺ اللہ کا بندہ اور اس کا پیارا رسول ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ مَلَائِكَتُهُ وَ اَنْبِيَاءُ وَ رُسُلُهُ وَ جَمِيعُ خَلْقِهِ كَمَا عَرَفْنَا  
بِاللّٰهِ وَ هَدَانَا اِلَيْهِ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی اَكْرَامِ الْاَوْلٰیئِن  
وَ الْآخِرِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَ اَهْلِ بَيْتِهِ اَجْمَعِیْنَ

### آستانوں کی پرستش کی ابتداء کیسے ہوئی

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

شیطان مردود نے جس خطرناک فلسفے سے اپنے نئے اور پرانے ساتھیوں کو گمراہ کیا ہے، وہ قبروں کی پرستش کی ترغیب و تلقین ہے۔ اس کے اس تباہ کن منصوبے سے صرف وہی بچے ہیں جنہیں اللہ نے آزمانے کا ارادہ نہیں کیا۔

اس ملعون کے پر فریب منصوبے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کے سوا کئی دوسرے معبودوں کی پرستش شروع ہو گئی۔ ان کے مجسمے تراشے گئے۔ انکی قبروں پر قبے تعمیر ہوئے اور ان میں خود ساختہ معبودوں کی مورتیاں بنائی گئیں بعد ازاں ان مورتیوں کو سایہ دار مجسموں میں ڈھال دیا گیا پھر انہیں بت بنا دیا گیا۔ رفتہ رفتہ اللہ کے ساتھ ساتھ ان کی عبادت

۱۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی گرانقدر تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں کہ وہ، سواع، یثوث، یثوق، نسر حضرت اور لیس علیہ السلام کے صاحبزادے تھے اور اپنی قوم کے بڑے نیک نام بزرگ تھے ان میں سے ہر ایک نے عبادت کے لیے اپنی اپنی عبادت گاہ بنائی ہوئی تھی چنانچہ یہ ان میں خود بھی عبادت کرتے اور لوگوں کو بھی عبادت گاہوں میں حاضر ہونے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر میں مشغول رہنے کی تلقین کرتے ان کی تک دو اور محنت سے عبادت گاہیں آباد رہیں اور ان کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے لوگوں میں عبادت کا جذبہ پیدا ہو گیا اور وہ نہایت شوق و ذوق سے اللہ کی عبادت کرنے لگے، ان نیک بزرگوں کی صحبت اور حضوری نے ان کے جذبہ عبادت میں اضافہ کر دیا اور وہ ان بزرگوں کے انتہائی عقیدت مند بن گئے۔ جب وہ انتقال کر گئے تو لوگوں کو ان کی وفات سے بڑا اہل و عیال اور رنج پہنچا اور وہ دن رات ان کی صحبت کو یاد کرتے اور آنسو بہاتے اور اس بات کا برملا تذکرہ کرتے کہ جو جزا اور لطف ان کی صحبت میں عبادت کرنے سے آتا تھا، اب وہ نہیں آتا چنانچہ اہلین نے اس موقع کو غنیمت جان کر ایک بوڑھے بزرگ کی شکل اختیار کی اور سر پر عمامہ باندھ کر اور لاٹھی پکڑ کر ان کی اس مجلس میں جا پہنچا جہاں وہ اس دور کو یاد کر کے رورہے تھے اس نے ان سے کہا کہ

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

بھی شروع ہو گئی۔

آستانوں کی پرستش کی ابتدا قوم نوح علیہم السلام سے ہوئی تھی۔ قرآن میں ہے:

﴿ وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالَهُ وَوَلَدَهُ إِلَّا  
خَسَارًا ۝ وَ مَكْرُومًا مَكْرُومًا كَبَارًا ۝ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا  
تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ أَضَلُّوا  
كَثِيرًا ۝﴾ [نوح: ۲۱-۲۴]

”اور نوح علیہ السلام نے فرمایا اے میرے رب، انھوں نے میری نافرمانی کی اور اس چیز کی پیروی کی جس نے ان کے مال و اولاد کو خسارہ کے سوا کچھ نہیں دیا۔ انھوں نے بہت بڑی چال چلی اور کہا کہ اپنے معبودوں کی عبادت مت چھوڑنا اور مت چھوڑنا وڈ کو اور نہ چھوڑنا سواع کو نہ یغوث کو نہ یعوق اور نہ نسر کو اور بے شک انھوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔“

میں تمہیں تمہارا رخ و نم دور کرنے کی ایک تدبیر بتا تا ہوں اس تدبیر سے تمہیں عبادت میں وہی لطف اور مزا آئے گا جو ان کی موجودگی میں آتا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ ان بزرگوں کے مجسمے اور بت پتھروں سے بناؤ اور ان کے لباس ان کے مجسموں اور بتوں کو پہنا دو اور انہیں اپنے سامنے خراب میں کھڑا کر دو اور عبادت کرتے وقت یہ تصور رکھنا کہ یہ ایسے دیکھ رہے ہیں اس تدبیر سے تمہیں عبادت میں وہی لذت حاصل ہوگی جو ان کی موجودگی میں ہوتی تھی چنانچہ ان کو یہ تدبیر بہت پسند آئی اور انھوں نے ان بزرگوں کے ہم شکل مجسمے بنائے اور انہیں کپڑے پہنا کر عبادت گاہوں میں رکھ لیا اور جب کوئی شخص عبادت سے فارغ ہوتا وہ ان مجسموں کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیتا تاکہ ان بزرگوں کی روحیں اللہ کے ہاں اس بات کی گواہی دیں کہ یہ شخص ہماری موجودگی میں تیری عبادت کرنے آتا تھا اور پھر اس کی بارگاہ میں ان کی سفارش بھی کریں۔

چنانچہ اس رسم نے اتنا رواج پکڑا کہ عبادت اور ذکر تقریباً بند ہو گیا اور بزرگوں کے مجسموں کی دست بوسی اور قدم بوسی رہ گئی اور کچھ عرصہ بعد اس کی جگہ خاک بوسی اور تعظیمی سجدہ نے لے لی اور لوگ ان کی پرستش پر اکتفا کرنے لگے اور انہیں ہی حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر پکارنے لگے چنانچہ انھوں نے دوز کو حق تعالیٰ کی محبت ذاتیہ اور سواع کو واضح البلاء اور نسر کو قوت الہی کا مظہر قرار دے کر پوجنا شروع کر دیا اور اپنی طرف سے ہی ان کے خواص اور صفات کی علامتیں گھڑ کر ان کے آستانوں پر نصب کر دیں چنانچہ انھوں نے ایک بزرگ کے خواص کو لوگوں میں متعارف کروانے کے لیے نسر کا نشان دے رکھا تھا کہ یہ بزرگ اپنے پکارنے والوں کی مدد کو نسر (چرخ یا شہباز) کی طرح پہنچتا ہے۔ اور یعوق کے خواص کو متعارف کروانے کے لیے شیر کا نشان دے رکھا تھا کہ یہ بزرگ اپنے پکارنے والوں کی مدد کو شیر کی طرح پہنچتا ہے اور اس کے دشمنوں کو بھگا دیتا ہے۔

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

## قوم نوح علیہ السلام کے پنجتن بزرگوں کا تعارف

امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ آدم علیہ السلام کی نسل میں سے بڑے متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ لوگ ان کے بڑے عقیدت مند تھے اور ان کی پیروی کرتے تھے۔ جب یہ بزرگ فوت ہو گئے تو ان کے عقیدت مندوں نے سوچا کہ اگر ہم ان کی تصویریں بنا لیں تو ان کی یاد سے ہم میں عبادت کا شوق بڑھ جائے گا۔ چنانچہ انھوں نے ان نیک بزرگوں کی تصویریں یا بت بنا لیے۔ پھر جب تصویریں اور مجسمے بنانے والے فوت ہو گئے تو بعد والوں میں شیطان نے یہ وسوسہ پیدا کیا کہ تمہارے آباء و اجداد تو ان بزرگوں کی پرستش کیا کرتے تھے اور ان کے وسیلے سے ان پر بارش برتی تھی۔ چنانچہ ان کی اولاد نے ان کی پرستش شروع کر دی۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس صدیوں کا فاصلہ ہے اور اس وقت لوگ صحیح عقیدہ توحید پر تھے۔

اور بیخوشی کے خواص کو اجاگر کرنے کے لیے گھوڑے کا نشان دے رکھا تھا کہ یہ بزرگ اپنے پکارنے والوں کی شکل کسائی اور فریادی کو تیز ترین گھوڑے کی طرح دوڑ کر پہنچتا ہے۔ المختصر وہ لوگ ان بزرگوں کو غیثات المستغثین، مجنب ذغوة المضطربین اور کاشف الضر، دافع البلاء اور قیوم زماں سمجھ کر پکارتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے انھیں صدیوں تک وعظ کیا اور صرف اللہ وحدہ لا شریک کو پکارنے اور اس کی عبادت کرنے کی تلقین کی لیکن وہ لوگ نہ مانے اور اللہ آپ کو ستانے اور مارنے لگے جب اللہ تعالیٰ نے انھیں طوفان میں غرق کر دیا تو ان کے یہ خود ساختہ حاجت روا اور مشکل کشا بھی غرق ہو گئے اور ان کے بت منوں مٹی تلے دب گئے بعد ازاں انھیں لعین نے ان کی نشان دہی کی تو عرب کے نادانوں نے انھیں نکال لیا اور ان کی پرستش شروع کر دی چنانچہ وہ ڈاک بھسہ، ہنوعضائہ کے ہاتھ لگا تو انھوں نے اسے دوسرے الجھل میں نصب کر دیا اور اس کی پرستش شروع کر دی بیخوشی بننے کے صے میں آیا اور انھوں نے اسے اپنی بہتوں میں نصب کر لیا اور اسے پوجنا شروع کر دیا پھر یہ بنو مراد اور بنو غطفیہ کے قبضے میں چلا گیا اور یوق ہمان کے صے میں آیا اور اس کی پوجا پات کرتے تھے جبکہ سواع حدیل کا مجہود تھا اور سر میر کا مجہود تھا۔

علاوہ ازیں عربوں کے اور بھی بت تھے جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

(۱) صہیل: یہ غالباً حضرت ہاتل علیہ السلام کا بت تھا جسے سرخ جینس کے پتھر سے دیو بیکل انسانی شکل میں بنایا گیا تھا جب اسے دریافت کیا گیا تو اس کا ایک بازو ٹوٹا ہوا تھا۔ بعد ازاں قریش نے وہ بازو سنے کا بنا دیا تھا یہ بیت اللہ کے سامنے نصب تھا اور قریش اس کے نام کا نعرہ بھی لگایا کرتے تھے۔

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ قوم نوح ان معبودوں کی پوجا کرتی تھی۔ پھر عربوں نے بھی انہیں پوجنا شروع کر دیا۔ چنانچہ وُدّ، ودمّۃ الجندل میں بنو کلب کا معبود تھا۔ اور سواع، ہذیل کا اور یغوث بنو غطفیف کا معبود تھا اور ہمدان والے یحوق کو پوجتے تھے اور نسر، حمیر یوں کے قبیلہ ذوالکلاع کا معبود تھا۔

ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ وہ بت جو قوم نوح میں پوجے جاتے تھے، بعد میں عربوں نے بھی ان کو پوجنا شروع کر دیا۔ چنانچہ سواع قبیلہ ہذیل کا اور یغوث، مراد کا اور پھر بنو غطفیف کا اور یحوق، ہمدان اور نسر آل ذوالکلاع کا اور وُدّ، بنو کلب کا معبود تھا۔

مندرجہ بالا آیت میں جن معبودوں کا ذکر ہے، دراصل وہ قوم نوح کے نیک اور متقی انسان تھے۔ جب یہ فوت ہوئے تو شیطان نے ان کی قوم کو بہکایا کہ ان کے مجسمے بنا کر اپنی عبادت گاہوں میں نصب کرو اور ان کے نام پر ان کے نام رکھو تو انھوں نے ایسا کیا لیکن پرستش نہیں کی بلکہ صرف یادگار قائم کی۔ پھر جب یادگار بنانے والے

(۲) لات: یہ ایک نیک بزرگ تھا اس کے متعلق بخاری شریف میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: (ان کان اللات بنک التوثیق للمخاج فلما مات غکفوا علی قبرہ) ”کہ یہ بزرگ حاجیوں کو ستو بھگو کر پلایا کرتا تھا جب یہ فوت ہوا تو لوگوں نے اس کی قبر پر اعکاف شروع کر دیا اور اس کا نام رکھ دیا لات یعنی بابا ستوشاہ۔

(۳) منات: یہ ایک قدیم بت تھا عرب اس کے ساتھ نام بھی رکھتے تھے جسے عبد منات، زید منات جیسے ہمارے ملک میں غلام دھبیر وغیرہ نام رکھے جاتے ہیں اس کا آستانہ ساحل ہند پر قدیر کے مقام پر تھا اس طرح حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت مریم، اساف اور سائل کے بت بھی تھے جنہیں خدا کے ہاں سفارشی سمجھ کر پکھا جاتا تھا اور ان کے نام پر ہندوئیں پتھریں دی جاتی تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپ نے دس سال کے عرصے میں انھیں ملیا میت کرا دیا۔ علاوہ ازیں ہندوستان کے ہندو بھی قوم نوح اور قوم ابراہیم کے نظریے کے مطابق پریشتر یعنی زبّ الاذناب کے اوتاروں کو پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: ”بشن دیوتا، عالم انسانی کے اصل مہدّٰا کا مظہر..... برصا دیوتا، یہ استقرار اور بقاء کا مظہر ہے..... اندر دیوتا، بہنراوں کی پکار پر پہنچنے والا..... شیو دیوتا، دشمنوں کو بھگانے والا..... سومان دیوتا، یسّی مدفر اہم کرتے والا..... علاوہ ازیں ان کے بیس کروڑ (۳۰۰۰۰۰۰۰) کے قریب دیوتا ہیں۔“

اور ان کے معبود کا کھنکھن سورتوں سے بھرے پڑے ہیں جن کے متعلق ان کا نظریہ یہ ہے کہ یہ مقربان الٰہی کی صورتیاں اور

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

فوت ہو گئے اور اصل مقصد ناپید ہو گیا تو بعد والوں نے ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر پوجنا شروع کر دیا۔

اسلاف کرام میں اکثر علما نے بیان کیا ہے، یہ لوگ قوم نوح کے بزرگ تھے۔ جب یہ فوت ہو گئے تو لوگوں نے ان کی قبروں پر چلہ کا ثنا شروع کیا۔ پھر انھوں نے ان کی تصویریں اور بت بنائے اور کچھ عرصہ بعد ان کی پرستش شروع کر دی۔

آج کل کے مسلم مشرکوں نے ”دونوں گمراہیوں کو اپنا لیا ہے۔“ ایک تو ان کی قبروں کی پرستش کی گمراہی اور دوسری ان کی تصاویر کی پرستش کی گمراہی۔ آنحضرت ﷺ نے دونوں فتنوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اسد صحیح مروی ہے:

« إِنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ذَكَرَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْسِيَّةَ رَأَتْهَا بَارِضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَّةُ فَذَكَرَتْ لَهُ مَارَاتٍ فِيهَا مِنَ الصُّورِ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَيْكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيهِمْ

تصویریں ہیں اور ہم جو انہیں پکارتے ہیں تو اس وجہ سے نہیں پکارتے کہ یہ خالق کائنات یا فاعل السموات ہیں بلکہ انہیں خدا کے ہاں اپنا شایع سمجھتے ہیں اور ان کے جنوں یا صورتوں اور تصویروں کو اس لیے سامنے رکھتے ہیں کہ یہ ان کی روجوں کا مرکز ہیں اور جب اصلاً ان پر اللہ کی تجلی پڑتی ہے تو ہم بھی اس سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے مشرکین کے ایسے ہی باطل قسم کے نظریات کا تذکرہ کر کے فرمایا ہے:

﴿ وَ يَقُولُونَ هُوَ لَوْلَا إِسْتَعَاذْنَا بِعَدَةِ اللَّهِ لَفُلِ تَتَّبِعُونَ اللَّهَ يَمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ مُبْتَدَأَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾ (ہوسر)

بلکہ جب خوفناک صورت حال سامنے آجائے تو انہیں یہ سب بھول جاتے ہیں اور صرف اللہ ذوالجلال کو پکارتا شروع کر دیتے ہیں چنانچہ ایک ہندو شاعر کہتا ہے۔

جب چاروں طرف اندھیارا ہو آشا کا دور کنار ہو  
جب کوئی نہ کیوں ہمارا ہو پھر تو ہی بیڑا پار کرے  
اے رام ہرے اے رام ہرے

”کہ جب کوئی کشتی رات کے اندھیرے میں سمندر کے درمیان خوفناک موجوں میں گمراہی کھڑی ہو اور سمندر کا کنارہ بھی بڑا دور ہو، اور کشتی چلانے والا ملال بھی جواب دے دے تو اے اللہ پھر تیرا سوا کوئی بیڑا پار نہیں کر سکتا۔“

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

الْعَبْدُ الصَّالِحُ أَوْ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَيَّ قَبْرَهُ مَسْجِدًا وَ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ  
الصُّورَ أَوْلَيْكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ

”حضرت اُم سلمہؓ نے حضرت رسول مقبول ﷺ کے سامنے ایک کنیہ کا ذکر کیا جو انھوں نے حبشہ کی سرزمین پر دیکھا تھا۔ اسے ماریہ کہا جاتا تھا۔ انھوں نے جو جو تصاویر اس میں دیکھی تھیں، وہ بھی آپ ﷺ کو بتائیں تو رسول اللہؐ نے فرمایا، وہ ایسی قوم ہے جب ان میں کوئی نیک بزرگ فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں ان کی تصویریں بناتے۔ وہ لوگ اللہ کے ہاں ساری مخلوق سے بدترین ہیں۔“

صحیح بخاری اور مسلم میں یہ لفظ بھی ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہؓ نے ان دونوں نے اس کنیہ کا ذکر کیا۔ اس حدیث شریف میں قبروں اور ”ان میں مدفون بزرگوں کی تصویروں کا اکٹھا ذکر آیا ہے۔“

### بابا ستوشاہ کی پرستش کا بنیادی سبب

بابا ستوشاہ یعنی لاث کی پرستش کا بھی بنیادی سبب یہی تھا۔ چنانچہ مفسر قرآن امام ابن جریر رضی اللہ عنہ اپنی تفسیر میں حضرت مجاہد کے حوالے سے ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ﴾ کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں، کہ لات نامی بزرگ حاجیوں کے لیے ستو بھگویا کرتا تھا جب وہ فوت ہو گیا تو اہل مکہ نے اس کی قبر پر چلہ کشی شروع کر دی۔ حضرت ابوالجوزاء مفسر قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ لات حاجیوں کے لیے ستو بھگویا کرتا تھا۔

۱۔ صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، ج: ۱/ص: ۱۱۰ کتاب الفضائل / باب ہجرہ الحبشہ، ج: ۴/ص: ۲۴۵، مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ باب النهی عن بناء المساجد علی المقبر، ج: ۱/ص: ۳۷۵، نسائی فی المجتبیٰ:۔ کتاب المساجد، ج: ۲/ص: ۴۱، ۴۲، مستد احمد، ج: ۶/ص: ۵۱

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اس سے آپ کو معلوم ہوا کہ وڈ، یغوث، یعوق، لات وغیرہ کی پوجا کا سبب ان کی قبروں کی تعظیم ہی تھا۔ پھر پجاریوں نے ان کی تصویریں بنائیں اور ان کی پرستش شروع کر دی۔

ہمارے استاذ امام ابو العباس ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علت کی وجہ سے قبروں پر مساجد بنانے سے روکا کیونکہ ایسی جگہ میں بنائی جانے والی مساجد سے لوگ شرک اکبر میں گرفتار ہوئے یا شرک کے قریب جا پہنچے اور جس فلسفے سے صالحین کی قبروں کی پوجا ہوئی، بعینہ اسی فلسفے کے تحت ستاروں کی پرستش ہوئی کہ لوگوں نے یہ عقیدہ بنا لیا کہ یہ بت ستاروں جیسے دیوتاؤں کے مرکز ہیں۔

### آستانوں کی پرستش، بتوں کی پرستش سے بھی خطرناک ہے

ویسے تو بتوں کی پرستش بھی شرک ہے۔ لیکن قبر کی پوجا کرنے والوں کا شرک یہ اعتقاد، پتھر اور لکڑی کے بت پوجنے والوں سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ مشرکین، بزرگوں کے آستانوں پر ایسی گریہ و زاری کرتے ہیں اور ایسا خشوع و خضوع کرتے ہیں جو وہ اللہ کے گھروں میں اللہ کے لیے نہیں کرتے اور جس طرح حضور قلب سے ان سے التجائیں کرتے ہیں، اس طرح سحری کے وقت اللہ تعالیٰ سے نہیں کرتے۔ چنانچہ کچھ تو انہیں سجدہ کرتے ہیں اور کچھ وہاں برکت کی غرض سے نماز پڑھتے ہیں اور ایسی دعا مانگتے ہیں جو وہ مسجدوں میں نہیں مانگتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی خرابی کی وجہ سے اس شجر خبیثہ کو جڑ سے اکھاڑنے کا حکم دیا اور سد ذریعہ کے طور پر قبرستان میں نماز پڑھنے سے ہی روک دیا۔ اگرچہ نمازی کی غرض، برکت حاصل کرنے کی نہ بھی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم اسی طرح ہے جیسے آپ نے طلوع آفتاب

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اور غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے منع کر دیا۔ کیونکہ ان اوقات میں مشرک، سورج کی پرستش کرتے ہیں اور اس لیے کہ مشرکوں سے مشابہت نہ ہو جائے اگرچہ نمازی کا مقصد وہ نہ ہو جو مشرکوں کا ہوتا ہے۔

### مشرکوں کی احادیث رسول ﷺ سے محاذ آرائی

ہمارے استاذ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ آدمی کا قبروں کے پاس برکت کی غرض سے نماز پڑھنا، کھلم کھلا اللہ اور اس کے رسولؐ سے محاذ آرائی کرنا ہے اور اس دین کو ٹھکرانا ہے جو رسول کریم ﷺ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے کیونکہ تمام مسلمان دین مصطفیٰ کی مبادیات سے آگاہی کی بنا پر اس بات پر متفق ہیں کہ امام الانبیاء ﷺ کے دین میں قبروں کے پاس نماز ادا کرنا منع ہے اور ایسا کرنے والے پر اللہ کے پیارے رسولؐ نے لعنت کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گو قبروں پر مسجدیں بنانا اور وہاں نماز پڑھنا شرک نہیں لیکن شرک اکبر کا راستہ اور سبب ضرور ہیں۔ اس لیے ہمارے پیارے رسول ﷺ نے ان کے متعلق سخت وعید بیان فرمائی ہے۔

### آستانوں پر مسجدیں بنانے کے متعلق ائمہ دین کے فتوے

ائمہ دین نے صحیح اور صریح احادیث کی بنا پر قبروں پر مسجدیں بنانے سے منع کیا ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل (جن کے متعلق پیر جیلانیؒ نے کہا ہے کہ کوئی آدمی اس وقت تک ولی نہیں بن سکتا جب تک وہ امام احمدؒ کا عقیدہ نہ اپنائے) امام مالکؒ بن انس اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے قبروں پر مسجدیں بنانے کو حرام لکھا ہے اور بعض دیگر علماء نے مکروہ قرار دیا ہے <sup>۱</sup> ان کے متعلق ہم حسن ظن کے طور پر

<sup>۱</sup> اس کے متعلق علماء کے مذاہب معلوم کرنے کے لیے امام ناصر الدین البانیؒ کی کتاب "تحلیل المساجد من الخاذا القبور" ص: ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰ کا مطالعہ مفید رہے گا۔ ج-۱، ص-۱۳



قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

کہتے ہیں کہ انھوں نے مکروہ تحریمی ہی کہا ہوگا۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہمارے ہادی حضرت رسول ﷺ تو اس کام پر لعنت کریں اور علمائے ربانی اسے جائز کہیں!؟

### قبروں پر مسجدیں بنانے کے متعلق احادیث رسول

① صحیح مسلم میں حضرت جناب بن عبد اللہ بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

« سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ وَهُوَ يَقُولُ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللَّهِ أَنْ يَكُونَ مِنْكُمْ خَلِيلٌ فَإِنَّ اللَّهَ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَلَوْ كُنْتُ مَتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا أَلَا إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ فَإِنِّي أَنهَاكُمُ عَنْ ذَلِكَ » ۱

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے پہلے یہ فرماتے سنا کہ میں اس بات سے برأت کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی میرا خلیل ہو کیونکہ مجھے اللہ نے حضرت ابراہیم کی طرح خلیل بنا لیا ہے۔ اگر میں نے امت میں سے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیل بنانا۔ خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیتے تھے۔ خبردار! تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔ میں تمہیں اس بات سے روک چلا ہوں۔“

② سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

« لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِيقٌ يَطْرُحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَلِّدُونَ مَا صَنَعُوا » [صحیح بخاری و مسلم]

۱۔ مسلم: کتاب المساجد و اوضاع الصلوة/ باب النهی عن بناء المساجد علی القبور ، و اتخاذ الصور فیہا،

ج: ۱/ص: ۲۷۷- ابو عوانہ ، ج: ۱/ص: ۴۰۱- معجم کبیر طبرانی (۲/۸۴/۱) بحوالہ تحذیر

المساجد، ص: ۱۹

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

”جب حضرت رسول کریم ﷺ بیمار ہوئے تو اپنے کبیل کو چہرے پر ڈالتے جب گھٹن محسوس کرتے تو کبیل ہٹا دیتے۔ اسی حالت میں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ ، یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے کیونکہ انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔ آپ ﷺ ان کے اس فعل سے اپنی امت کو ڈرا رہے تھے۔“

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

«إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ»<sup>۱</sup>

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ یہودیوں اور عیسائیوں کو برباد کرے کہ انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔“

اور مسلم کی روایت میں اس طرح ہے:

«لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ»<sup>۲</sup>

”کہ اللہ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے کہ انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔“

غور کرو! یہ کون سے لحات ہیں جن میں آپ ﷺ اپنی امت کو اس فعل سے ڈرا رہے ہیں۔ یہ وہ آخری لحات ہیں جب آپ اللہ کے پاس جانے والے تھے۔ ان آخری لحات میں آپ ﷺ قبروں کو عبادت گاہیں بنانے والے اہل کتاب پر لعنت کر رہے ہیں تاکہ اپنی امت کو خبردار کریں کہ وہ ایسا نہ کرے۔

صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح بھی مروی

۱ بخاری : کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الجنائز/ باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور کتاب الانبیاء /باب ما ذکر من بنی اسرائیل - کتاب المغازی /باب حرص النبی و وفاته ، مسلم : کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ ، نسائی فی المجتبی : کتاب المساجد ، مسند احمد ، ج: ۱/ ص: ۲۱۸

۲ مسلم : کتاب المساجد ، نسائی ، کتاب المساجد ، مسند احمد ، ج: ۱، ص: ۲۱۸

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری میں فرمایا، جس میں آپ اٹھ نہ سکے۔

«لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ۗ وَكُؤُلَا  
ذَلِكَ لَا يَبْرُرَ قَبْرَهُ غَيْرَ أَنَّهُ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا»

”کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے، انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا، اگر آنحضرت کی قبر کے متعلق اس بات کا ڈر نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر بھی باہر بنائی جاتی لیکن اس اندیشہ کی وجہ سے سرعام نہ بنائی گئی کہ کہیں سجدہ گاہ نہ بن جائے۔“

⑤ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی مسند میں حضرت عبد اللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْ نُذِرَ كُفَّهُمُ السَّاعَةَ وَهُمْ أَحْيَاءُ وَالَّذِينَ يَتَّخِذُونَ  
الْقُبُورَ مَسَاجِدَ ۗ»

”یقیناً بدترین لوگ وہ ہیں جن کی زندگی میں قیامت ہوگی اور وہ لوگ بھی سب سے بدترین ہیں جو قبروں کو عبادت گاہیں بناتے ہیں۔“

⑥ اسی طرح مسند احمد میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے

یہودیوں پر اس لیے لعنت فرمائی کہ انھوں نے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہیں بنا لیا۔<sup>۲</sup>

⑦ مفسر قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

«لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَارِبَ الْقُبُورِ وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا

۱ بخاری: کتاب الصلوة، مسلم: کتاب المساجد، ابو داؤد: کتاب الجنائز، باب البناء علی القبر

، ج: ۳، ص: ۵۵۳۔ نسائی فی المجتبیٰ کتاب الجنائز، مسند احمد، ج: ۲، ص: ۲۸، ص: ۳۶۶، السہمی فی

تاریخ جرجان، ص: ۳۴۹

۲ حوالہ مذکورہ

۳ مسند احمد، ج: ۱، ص: ۴۰۵، ابن ابی شیبہ، ج: ۴، ص: ۱۴۰، لکن تیسرے فرماتے ہیں کہ انکی سند جدید ہے۔

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

الْمَسَاجِدِ وَالشَّرَائِعِ“ [مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی] <sup>۱</sup>  
 ”رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو قبروں کی زیارت کرنے جاتی ہیں اور ان لوگوں پر بھی لعنت کی ہے جو وہاں عبادت گا ہیں تعمیر کرتے ہیں اور وہاں چراغاں کرتے ہیں۔“

⑧ صحیح بخاری میں ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ اس جگہ نماز پڑھنا چاہتے ہیں جہاں قریب ہی قبر تھی۔ تو آپ نے فرمایا: ”الْقَبْرِ الْقَبْرِ“ کہ بچو یہاں قبر ہے یعنی یہاں نماز نہ پڑھو۔“

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فقرہ صاف طور پر واضح کر رہا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں حدیث نبوی کے مطابق یہ بات متفق علیہ تھی کہ قبروں کے پاس نماز پڑھنا ممنوع ہے اور حضرت انس کے وہاں نماز ادا کرنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شاید قبر کی طرف ان کا دھیان ہی نہ ہو یا بھول گئے ہوں (مسند امام احمد میں ہے کہ ”وَهُوَ لَا يَعْلَمُ أَنَّهُ قَبْرٌ“ (کہ انھیں پتہ نہ تھا کہ وہاں قبر ہے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یاد دلانے پر انہیں پتہ چلا۔ اس لیے اس اثر سے جواز تلاش کرنا کج روی ہے۔

⑨ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبِرَةَ وَالْحَمَامُ» [مسند احمد]

”زمین ساری کی ساری مسجد ہے سوائے قبرستان اور حمام کے۔“

[امام ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔]

① جامع ترمذی: کتاب ابواب الصلوة/ باب ما جاء فی کراہیۃ ان یتخذ علی القبر مسجداً، ج: ۲، ص: ۱۳۶ اور کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے علامہ احمد شاہ کرمیری فرماتے ہیں کہ کم از کم اس کی سند حسن و درجہ کی ہے اور پھر یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر صحیح الحدیث ہے اگرچہ اس سند کے اعتبار سے صحیح نہ بھی ہو۔ کتاب الجنائز باب ما جاء فی کراہیۃ زیارة القبور للسند، ج: ۲، ص: ۳۷۱، رقم: ۱۰۵۶، عن ابی ہریرۃ وقال حدیث حسن صحیح - نسائی فی المجتبی: کتاب الجنائز، ص: ۹۵، عن ابن عباس، ابن ماجہ: کتاب الجنائز، مسند احمد، ج: ۱، ص: ۲۲۹، ۲۸۷، ۳۲۷

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اور اس سے زیادہ صراحت اس حدیث میں موجود ہے جس میں آپ ﷺ نے قبر کی طرف نماز پڑھنے سے منع کر دیا یعنی نماز اور قبلہ کے درمیان قبر نہیں ہونی چاہیے۔

⑤ صحیح مسلم میں حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تَضَلُّوا إِلَيْهَا»<sup>۱</sup>

”نہ قبروں پر بیٹھو اور نہ ان کی طرف (رخ کر کے) نماز پڑھو۔“

### ایک مغالطے کا ازالہ

اس حدیث سے اس شخص کا قول باطل ہو گیا جو یہ کہتا ہے کہ آپ نے نجاست کی وجہ سے وہاں نماز ادا کرنے سے روکا ہے۔ کیونکہ یہ بات آنحضرت ﷺ کے مقصد سے مطابقت نہیں رکھتی اور یہ قول کئی اعتبار سے باطل ہے۔

① ایک وجہ تو یہ ہے کہ کسی حدیث میں نئی اور پرانی قبروں کا فرق نہیں جیسا کہ نجاست کی علت پیش کرنے والے کہتے ہیں۔

② حضرت رسول کریم ﷺ نے نجاست کی وجہ سے یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت نہیں کی بلکہ عبادت گاہ بنا لینے کی وجہ سے کی ہے کیونکہ انبیاء کرام کی قبریں رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ہیں اور پاکیزہ ہیں۔ وہاں نجاست کا امکان نہیں اور پھر اللہ نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم کھائے۔ لہذا وہ اپنی قبروں میں تروتازہ ہیں۔

③ اور آپ ﷺ نے ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے سے بھی منع کر دیا ہے۔

④ اور آپ نے فرمایا کہ سوائے قبرستان اور حمام کے باقی ساری زمین مسجد ہے

۱ لے مسلم: کتاب الجنائز، ج: ۲، ص: ۶۶۸، رقم: ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، داؤد: کتاب الجنائز، ج: ۳، ص: ۵۵۴، رقم:

۳۲۲۹، ترمذی: کتاب الجنائز، ج: ۳، ص: ۳۶۷، نسائی فی المجتبى: کتاب الجنائز، باب الفضل فی

الجلوس على القبور، ج: ۴، ص: ۹۵، اور دیکھیے جامع التحصیل فی احکام المراسیل، ص: ۱۴۷، ۱۴۹

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اگر حمام اور قبرستان میں نماز کی ممانعت بوجہ نجاست ہوتی تو مذبحہ خانوں کا ذکر ضرور ہوتا کیونکہ وہاں نجاست بہت زیادہ ہوتی ہے۔

⑤ مسجد نبویؐ مشرکین کی قبروں کو اکھاڑ کر بنائی گئی تھی اور مٹی بھی تبدیل نہیں کی گئی بلکہ ہمواری کی گئی اور وہاں نماز ادا کی گئی۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپؐ بنو عمرو بن عوف کے ہاں چودہ راتیں ٹھہرے۔ پھر آپؐ نے بنو نجار کے سرداروں کو پیغام بھجوایا تو وہ ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر حاضر ہوئے۔ اب بھی وہ منظر میری آنکھوں میں آ رہا ہے کہ سید الانبیاء ﷺ سواری پر ہیں اور ابو بکرؓ پیچھے بیٹھے ہیں اور بنو نجار کا جم غفیر چاروں طرف سے رواں دواں ہے۔ جب آپؐ ابو ایوب انصاریؓ کی حویلی میں جلوہ افروز ہوئے اور آپؐ انصاریؓ کی یہ عادت مبارک تھی کہ جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا وہیں ادا کر لیتے اس لیے آپؐ بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کرتے رہے۔ پھر آپؐ نے حکم کیا کہ مسجد بنائی جائے چنانچہ آپؐ نے اس مقصد کے لیے بنو نجار کو طلب کیا اور فرمایا۔

”مجھے یہ باغ قیمتا دیدو تو انھوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم ہم تو اس کی قیمت اللہ سے وصول کریں گے۔“<sup>۱</sup>

اس حدیث سے میرا مدعا یہ ہے کہ اس نخلستان میں مشرکین کی قبریں بھی تھیں اور کھجوریں بھی تھیں اور گڑھے بھی تھے۔ چنانچہ آپؐ نے حکم سے کھجوریں

① بخاری: کتاب الصلوٰۃ/ باب هل تنبش قبور مشرکی الجاهلیۃ، ج: ۱، ص: ۱۱۱، کتاب البیوع، باب صاحب السلعة احق بالسوم، کتاب مناقب الانصار، باب مقدم النبی و اصحابہ المدینہ، ابو داؤد: کتاب الصلوٰۃ، نسائی: کتاب المساجد، ج: ۲، ص: ۴۹، ۵۰

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

کاٹی گئیں اور گڑھے پُر کیے گئے اور قبریں اکھاڑ دی گئیں کھجور کے تنے قبلہ کی طرف کھڑے کر دیے گئے اور مسجد کی دہلیز پتھروں سے بنائی گئی۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم انہی پتھروں کو اٹھاتے تھے اور گیت گاتے تھے۔ [الحدیث]

① قبروں کے پاس نماز ادا کرنے سے شرک اکبر میں مبتلا ہونے کا جتنا اندیشہ ہے اتنا طلوع و غروب کے وقت عصر اور فجر کی نماز ادا کرنے سے نہیں۔ کیونکہ ان اوقات میں نماز ادا کرنے والے مسلمان کے دل میں آفتاب پرستوں کی مشابہت کا خیال نہیں ہوتا۔ پھر بھی آپ ﷺ نے محض اس لیے روک دیا کہ کہیں مشرکوں سے مشابہت نہ ہو جائے تو پھر کس لحاظ سے اس ذریعہ شرک کی اجازت ہو سکتی ہے جو انسان کو شرک اکبر اور مردوں سے استغنا جیسے کبیرہ گناہ میں گرفتار کرادے اور آدمی کو اس خیال میں مبتلا کر دے کہ قبر کے پاس نماز ادا کرنا، مسجد میں ادا کرنے سے افضل ہے۔

بہر حال، قبروں کے پاس نماز ادا کرنا دین مصطفیٰ ﷺ سے صریحاً بغاوت ہے یہاں نجاست وغیرہ کی علت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہاں سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس خدشے سے وہاں عبادت کرنے سے روکا کہ کہیں میری امت بھی قوم نوح کی طرح قبر پرستی میں مبتلا نہ ہو جائے۔

② آپ نے وہاں مسجد بنانے والوں پر لعنت کی ہے اگر نجاست کی وجہ ہوتی تو آپ وہاں مسجد بنانے والوں پر لعنت نہ کرتے کیونکہ وہاں مسجد پاک مٹی سے بنا کر لعنت کو ٹالا جاسکتا ہے لیکن ایسا کرنا قطعاً باطل ہے۔

③ آپ ﷺ نے قبروں پر مسجد بنانے والوں اور چراغاں کرنے والوں پر اکٹھی لعنت کی ہے اور ایسا کرنے والے دونوں ہی ملعون ہیں اور ارتکاب کبیرہ میں یکساں ہیں۔

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اور جس کام پر اللہ کے رسول ﷺ لعنت کر دیں، وہ کبیرہ گناہ ہے تو ظاہر ہے کہ چراغاں کرنے والے پر اس لیے لعنت پڑی کہ وہ اپنے طور پر قبروں کی تعظیم کا سبب بنا رہا ہے اور اسے ایسا آستانہ بنا رہا ہے جس کی طرف مشرک کشاں کشاں چلتے آئیں گے۔ اس طرح قبرستان یا آستانوں پر مسجد بنانا ان کی تعظیم ہی ہے اور مشرکین کی مشابہت ہے۔ اسی لیے اللہ نے اصحاب کہف کے سونے کی جگہ پر اطلاع پانے والوں کا قول بیان فرمایا:

﴿لَتَتَّخِذُنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا﴾ [سورة الكهف: ۲۱] ل  
 ”یعنی ان (گمراہ عیسائیوں) نے منصوبہ بنایا کہ اب ہم ان کی غار پر مسجد بنائیں گے۔“

① آپ ﷺ نے یہ دعا بھی مانگی کہ:

«اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَنَسَائِي يُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَي قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدًا» ع

”اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا شروع ہو جائے۔ اس قوم پر بڑا غضب ہوا جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔“  
 آپ نے «اِشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَي قَوْمٍ» کو خاص طور پر اس لیے بیان فرمایا کہ قبروں کو بتوں کی طرح پوجنے والا بھی پہلوں کی طرح لعنت کا مستحق بن جاتا ہے۔“

② امام ابن کثیرؒ نے امام ابن جریر کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس بارے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ ایسا کہنے والے مسلمان تھے دوسرا قول یہ ہے کہ ایسا کہنے والے ان میں سے مشرک سلوک تھے لیکن بات ظاہر ہے کہ وہ صاحب اقتدار تھے لیکن اس بات میں اختلاف ہے کہ ان کا یہ پروگرام اچھا تھا یا بُرا؟ اس میں اختلاف ہے، کیونکہ حضرت نبی کریمؐ نے ایسا کرنے والے کو ملعون قرار دیا ہے اور حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں حضرت دانیال کی قبر کو زمین کے ساتھ برابر کر کے لوگوں کی نظروں سے اوجھل کر دیا تھا جیسا کہ آئے گا۔

ع  
 مالک (۱۷۲/۱) طبقات ابن سعد (۲/۲۴۰) عن عطاء بن يسار مرسلًا بسند صحيح ، مصنف عبد الرزاق (۱/۴۰۶) ابن ابی شیبہ (۳۴۵/۳) ع زيد بن اسلم مرسلًا بسند صحيح ، مسند احمد (۲/۲۴۶) ، حمیدی (۱۰۲۵) ابو نعیم فی الحلیة (۶/۲۸۳) عن ابی هريرة بسند حسن۔



قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

### رسول اللہ ﷺ کے اندیشے اور مشرکین کی سینہ زوری

اس بحث کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص بھی شرک اور اس کے اسباب و ذرائع کی پہچان رکھتا ہے اور حضرت رسول مقبول ﷺ کے فرمودات کا مقصد مد نظر رکھتا ہے وہ لامحالہ جانتا ہے کہ قبروں پر مسجد تعمیر کرنے اور وہاں چراغاں کرنے والوں پر لعنت بھیجنے اور مسلمانوں کو سخت الفاظ میں ایسا کرنے سے منع کرنے کا صاف مقصد یہ ہے کہ شرک کی معنوی نجاست سے لوگوں کو ڈرایا جائے اور یہ کہ «لَا تَفْعَلُوا» اور «إِنِّي أَنهَاكُم» حسینجاست کے متعلق نہیں بلکہ معنوی نجاست یعنی شرک کے متعلق ہے اور جو شخص اس فرمان کی پرواہ نہیں کرتا وہ شرک کی نجاست سے پلید ہوتا ہے اور اس چیز کا مرتکب ہو جاتا ہے جس سے اللہ نے روکا ہے۔ نہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے اور نہ کلمہ توحید کے فکری پہلو کو سوچتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے توحید کے کھلیان کو شرک کی چنگاری سے محفوظ رکھنے کے لیے اس طرح کے دیگر ارشادات بھی بیان فرمائے ہیں اور آپ ﷺ نے اس مسئلے میں اللہ کی خوشنودی کی خاطر، شرک کے خلاف سخت گیر موقف اختیار کیا کیونکہ آپ ﷺ لمحہ بھر کے لیے بھی کسی کو خدا کے اختیارات اور صفات میں برابر یا حصہ دار سمجھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔

لیکن مشرکین کی سینہ زوری دیکھیے کہ انہوں نے اولیاء کی تعظیم کی آڑ میں اللہ تعالیٰ کے منع کردہ کاموں کو اپنایا اور اس کے حکم کی کھلم کھلا نافرمانی کی اور شیطان مردود کے دھوکے میں آ کر کہنے لگے کہ یہ اولیاء، مشائخ اور پیروں کی تعظیم ہے اور جس قدر ان کی تعظیم زیادہ ہوگی اتنا ہی ان کا قرب حاصل ہوگا اور ان کے دشمنوں سے برأت ہوگی۔ خدائے ذوالجلال کی قسم! بالکل اسی طریقے سے یعوق، یغوث اور نسر کے پجاریوں میں شرک داخل ہوا اور قیامت تک اسی راستے سے داخل ہوتا رہے گا۔ ان مشرکین نے

شیطان کی ہوشربا تدبیریں

قبر پرستی کے فروغ کے لیے

اصل راستے سے ہٹ کر دو چیزیں جمع کر لی ہیں ایک تو محبت میں اتنا غلو کہ انہیں کچھ سے کچھ بنا دیا اور دوسری چیز ان کی واضح ہدایات سے مکمل طور پر روگردانی اور صریح مخالفت۔

### اہل توحید پر اللہ کا احسان

اہل توحید کو اللہ تعالیٰ نے بزرگان دین کے راستے پر چلنے کی ہدایت دی۔ وہ بزرگوں کو اسی مقام پر رکھتے ہیں جو اللہ نے انہیں بخشا اور انہیں خدائی اختیارات اور صفات میں شریک نہیں سمجھتے۔ بزرگوں کے متعلق مشرکین کے نظریہ کی نفی کرنا اور انہیں خدا کے دربار میں سفارشی نہ سمجھنا ہی ان کی عین تعظیم ہے اور ان کی اطاعت بھی، اور مشرکین ان کی محبت کی آڑ میں ان کی نافرمانی بھی کرتے ہیں اور تعظیم کی آڑ میں توہین بھی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کو مکروہ سمجھتا ہوں کہ کسی انسان کی اتنی تعظیم کی جائے کہ اس کی قبر کو مسجد بنا دیا جائے۔ کیونکہ اس طرح اس کے لیے بھی خطرہ ہے اور اس کے ماننے والوں کے لیے بھی سخت فتنے کا خطرہ ہے۔

حضرت امام اثرم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب ناسخ الحدیث و منسوخہ میں لکھا ہے کہ قبرستان میں نماز ادا کرنا اس لیے منع فرمایا گیا کہ یہ یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت ہے۔ انھوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث:

«يُجْعَلُ لِي الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا إِلَّا الْمَقْبِرَةُ وَالْحَمَامُ»<sup>۱</sup>

کہ ”میرے لیے قبرستان اور حمام کے علاوہ تمام زمین عبادت گاہ بنا دی گئی ہے۔“

اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

«أَنَّ النَّبِيَّ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ»<sup>۲</sup>

۱ سنن ابن ماجہ: کتاب المساجد والجماعات۔ ترمذی کتاب ابواب الصلوة، یہ حدیث جو الیث کے حوالے سے مروی ہے یہ داؤد بن حمین کی حدیث سے زیادہ صحیح اور راجح ہے۔

۲ ترمذی۔ ابن ماجہ

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

”آپ ﷺ نے قبرستان سمیت سات جگہوں میں نماز سے روکا ہے۔“  
ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ قبرستان میں نماز، اس لیے مکروہ قرار دی گئی کہ اس میں یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت ہے کیونکہ انھوں نے اپنے انبیاء اور بزرگوں کی قبروں کو عبادت گاہیں بنا لیا۔

### قبروں پر میلے اور عرس

ان تمام خرابیوں کے علاوہ ایک اور خرابی یہ بھی ہے کہ قبروں کو عید یا عرس کی جگہ بنا دیا جائے۔

عید کی تعریف یہ ہے کہ کسی خاص جگہ پر یا خاص وقت پر اراداً آنا جانا۔ خاص وقت کی مثال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

«يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَأَيَّامٍ مِّنِي عِيدِنَا أَهْلُ الْإِسْلَامِ»

”کہ عرفات کا دن اور قربانی کا دن اور منی کے ایام ہم اہل اسلام کی عید ہیں۔“

خاص جگہ کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا:

«يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أُنْحَرَ ابِلًا بَبُونَةَ فَقَالَ أَبَهَا وَتَنْ مِنْ أَوْثَانِ

الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ عَيْدٍ مِنْ أَعْيَادِهِمْ قَالَ لَا قَالَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ» ۱

”اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے نذر مانی تھی کہ بوانہ کے مقام پر اونٹ

۱ ابو داؤد: کتاب الصوم، ترمذی: کتاب الصوم، نسائی فی المحتجی: کتاب المناسک۔ یہ حدیث اپنے تمام طرق کی وجہ سے صحیح ہے۔

۲ اس منہج کی تین احادیث وارد ہوئی ہیں ایک تو ثابت بن شہاک سے اور یہ صحیح ہے دیکھیے تلخیص الحیبر ۱۸۰/۳۔ اور دوسری عمرو بن شعیب بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے یہ ضعیف ہے۔ کیونکہ یہ منقطع ہے اور تیسری یحییٰ بن یونس کے والد عمرو بن سفیان سے مروی ہے کہ وہ کہتی ہیں: میں اپنے باپ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے نکلے اور میں نے آپ کو دیکھا بھی تھا چنانچہ میرا باپ آپ کے قریب ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ نے مجھے لاکا دیا تو میں بوانہ پر چھاس اونٹ ذبح کروں گا تو آپ نے فرمایا: ...الخ۔ ابو داؤد، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، بخاری

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

قربان کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ”کہ وہاں مشرکوں کا کوئی بت تو نہیں تھا؟“ یا ان کے خاص دنوں میں سے کوئی خاص دن تو نہیں تھا؟“ اس نے کہا: ”نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی نذر پوری کرلو۔“ آخضور نے اپنی قبر کے متعلق یہ ارشاد فرمایا کہ

«لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عَيْدًا» ..... ”کہ میری قبر کو عید نہ بنانا۔“

عید کا لفظ ”معاودہ“ اور ”ہتھیاد“ سے مشتق ہے۔ جب یہ لفظ کسی جگہ پر بولا جائے تو مراد وہ جگہ ہوتی ہے جس میں عبادت کی غرض سے اجتماع کیا جائے یا اس جگہ آنا جانا شروع کیا جائے جیسے مسجد حرام، منی، مُردلفہ، عرفہ اور مشاعر اسلام جن کو اللہ نے مسلمانوں کی عید کا دن بنایا ہے۔ اور مکانی عیدوں کے بدلے کعبہ اللہ، عرفات، منی اور مشعر الحرام کو عید بنایا۔

### مشرکین عرب قبل از اسلام عرس منایا کرتے تھے

مشرکین عرب اسلام سے پہلے اپنے بزرگوں کے آستانوں پر عرس منایا کرتے تھے۔ اس لیے اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے کائنات کے صلحاء اور بزرگوں کی قبروں سے بھی افضل قبر پر عرس منانے سے منع کر دیا تاکہ دوسری قبروں پر عرس منعقد کرنا بالاولیٰ منع ہو۔ سنن ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَجْعَلُوا يُيُوتُكُمْ قُبُورًا وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عَيْدًا وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي خَيْرًا مِّنْكُمْ»<sup>۱</sup>

جس طرح ہمارے ملک پاکستان میں خوش عقیدہ لوگ حج بیت اللہ سے پہلے یا بعد بزرگوں کے آستانوں پر حاضری دیتے ہیں اسی طرح مشرکین عرب بھی بیت اللہ کے حج سے پہلے یا بعد اپنے معبودوں کے آستانوں پر حاضری دیتے تھے۔ [مختصر سیرت رسول، ص: ۳۱]

ابو داؤد: کتاب المناسک، باب زیارة القبور، ج: ۲، ص: ۵۳۴، رقم: ۲۰۴۲، عن ابی ہریرہ۔ اس حدیث کی سند میں علی بن مسعود کے علاوہ سب الٰہ بیت ہیں اور اسے ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، قاضی اسماعیل، امام احمد اور ابن ماجہ نے حسن سند سے روایت کیا ہے۔ دیکھیے تحذیر المساجد، ص: ۱۴۲

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

”کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بنانا اور میری قبر کو عید (میلہ یا عرس) نہ بنانا، مجھ پر درود پڑھنا کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے، خواہ تم کہیں بھی ہو اس روایت کی سند حسن ہے اور راوی ثقہ اور مشہور ہیں۔“

مشہور محدث حضرت ابو یعلیٰ موصلیؒ اپنی مسند میں بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابو بکر بن ابی شیبہ نے زید بن حباب سے انھوں نے بعفر بن ابراہیم سے اور انھوں نے علی بن حسین سے اور علی نے اپنے باپ حضرت امام سید زین العابدین علی بن حسین سے بیان کیا ہے کہ

انھوں نے ایک شخص کو دیکھا جو ایک گوشہ سے داخل ہو کر قبر کے پاس کھڑا ہو کر دعا مانگ رہا تھا تو آپ ﷺ نے اسے منع کیا اور کہا:

”کیا میں تجھے اپنے نانا کا ارشاد نہ سناؤں جو میں نے اپنے باپ حضرت سیدنا حسین ﷺ سے سنا ہے؟ وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

﴿ لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا وَلَا يُبُوتُكُمْ قُبُورًا فَإِنَّ تَسْلِيمَكُمْ يَبْلُغُنِي أَيْنَمَا كُنْتُمْ ﴾ (ق ۲/۳۲)

”کہ میری قبر کو عید (یعنی میلہ یا عرس) نہ بنانا اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بنانا کیونکہ تم جہاں کہیں بھی مجھ پر درود سلام پڑھو گے وہ مجھے پہنچ جائے گا۔“ (لہذا محض سلام کی خاطر حاضر ہونے کی ضرورت نہیں)

حضرت امام سعید بن منصور اپنی کتاب سنن میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ لَا تَسْخِذُوا قَبْرِي عِيدًا وَلَا يُبُوتُكُمْ قُبُورًا وَصَلُّوا عَلَيَّ حَيْثُمَا كُنْتُمْ فَإِنَّ صَلَاتِكُمْ تَبْلُغُنِي ﴾

”کہ میری قبر کو عید ”جائے عرس“ نہ بنانا اور نہ اپنے گھروں کو قبریں بنانا اور تم

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود پڑھنا کیونکہ تمہارا درود مجھ کو پہنچے گا۔“ (بحوالہ مذکور)

۴۱ حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عبد العزیز بن محمد نے خبر دی کہ حضرت سہیل بن ابوسہیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ میں قبر کے پاس کھڑا تھا کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے مجھے آواز دی۔ آپ رضی اللہ عنہما اس وقت حضرت فاطمہ الزہراءؑ کے گھر کھانے میں مشغول تھے اور کہا کہ آؤ کھانا تناول کرو۔ میں نے کہا کہ مجھے کھانے کی طلب نہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ

یہ کیا معاملہ ہے جو میں تجھے قبر کے پاس دیکھ رہا تھا؟

میں نے جواب دیا:

کہ میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھ رہا تھا۔

تو انہوں نے فرمایا:

جب تو مسجد میں بیٹھے تو سلام پڑھ۔ پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

« لَا تَخْلُقُوا بَنِي عَيْنَا وَلَا يُبُوتِكُمْ مَقَابِرَ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى

اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَآءِهِمْ مَسَاجِدَ وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَوَاتِكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُمَا

كُنْتُمْ مَا أَنْتُمْ وَمَنْ بِالْأَنْدَلُسِ إِلَّا سَرَاةً »

”کہ میرے گھر کو عید نہ بنانا اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بنانا۔ اللہ یہودیوں اور

عیسائیوں پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاءؑ کی قبروں کو عبادت گاہ، (چلہ

کشی کی جگہ) بنا لیا اور مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تم جہاں کہیں سے مجھ پر درود پڑھو

مے وہ مجھے پہنچے گا۔ اس لحاظ سے تم اور اندلس والے برابر ہو۔“

یہ دونوں حدیثیں مرسل ہیں اور مختلف سندوں سے مروی ہیں اور یہ سندیں اس

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

حدیث کے مستند ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور پھر ان لوگوں کے نزدیک تو واقعی حجت قاطعہ ہیں جو مرسل کو تسلیم کرتے ہیں۔

لیکن یہ حدیث تو متصل سند سے مرفوعاً بیان ہو چکی ہے۔

شیخ الاسلام تقی الدین ابوالعباس ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اصل وجہ استدلال یہ ہے کہ جب سید الانبیاء کی قبر پر عرس کرنا منع ہے جو روئے زمین پر سب سے افضل قبر ہے تو دوسری قبروں کی حیثیت اس کے مقابلے میں کیا ہے؟ جو ان پر عرس اور میلے منعقد کیے جائیں، خواہ وہ کسی کی بھی ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ہی فرمایا کہ:

”اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔“

اس کا مطلب یہ ہے کہ گھروں میں نوافل اور تلاوت قرآن اور دعا کرتے رہا کرو ورنہ وہ قبروں کی طرح بن جائیں گے کیوں کہ قبرستان میں نماز اور تلاوت جائز نہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان میں نماز ادا کرنے سے روک دیا اور گھروں میں نفل اور نماز کا حکم دیا اور یہ طرز عمل یہود و نصاریٰ کے خلاف ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر کو عید بنانے سے منع کر کے فرمایا:

«وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ مَا كُنْتُمْ»

”کہ مجھ پر درود پڑھو۔ تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھے پہنچ جائے گا۔“

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمہارا دور اور نزدیک ہونے میں کوئی فرق نہیں تمہارا بھیجا ہوا درود مجھ تک پہنچ ہی جائے گا۔ لہذا تمہیں اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ اسے عید بناؤ۔

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

### ایک یہودیانہ تحریف پر تبصرہ

چند مدعیان علم نے اہل توحید کی ضد میں آ کر عیسائیوں کی طرح اس حدیث رسول ﷺ کو معنایاً بدل ڈالا اور کہا:

کہ اس حدیث میں اس بات کا حکم ہے کہ آپ ﷺ کی قبر پر اکثر آنا جانا چاہیے اور یہاں اعتکاف بیٹھنا چاہیے اور عرس کی طرح سال بعد نہیں بلکہ یہاں تو آنے جانے کا زور رکھنا چاہیے۔

غور فرماؤ! ان کی مذکورہ بالا معنوی تعریف کس قدر مقاصد رسول ﷺ کے خلاف ہے اور رات کو دن ثابت کرنے کے مترادف ہے۔ اس سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس خوفناک انجام کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس کام سے روکا، انھوں نے بھونڈے انداز سے اسے جھٹلا دیا اور آپ ﷺ کی طرف تدلیس اور تلبیس کی نسبت کی..... ﴿ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴾ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کا ارشاد رسول ﷺ..... ﴿ لَا تَحْمِلُوا قَبْرِیْ عِیْنًا ﴾..... کو آپ ﷺ کی قبر پر کثرت سے جانے کے ثبوت میں پیش کرنا محض دجل و فریب ہے۔ اگر اس طرح کی تحریف توہین رسول ﷺ نہیں تو معلوم نہیں کہ توہین رسول اور کیا ہوگی۔

انھوں نے اپنے دجل و فریب کو انصار الرسول ﷺ پر تھوپنے کی شرمناک کوشش کی اور خود معصوم بننا چاہا۔

ان کی اس روش پر عربوں کا عاومہ چہاں ہوتا ہے:

مَا لِلعَجَبِ ذَمِّیْهِ بِذَلِیْهِ وَأَنْسَلَتْ  
”کہ تعجب ہے اس نے اپنی بیماری یا علت بد میری طرف منسوب کر دی اور خود کھسک گئی۔“

خود بدلنے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

ہوئے کس درجہ فقیمان حرم ہے تو فیض [مترجم]



یاد رکھو! شرک کے بعد، سب سے بڑا گناہ دین اسلام اور احکام رسول ﷺ کی لفظی یا معنی تحریف کرنا ہے اگر کوئی شخص آیات الہی اور احکام رسول کی خلاف ورزی کرے اور اپنے کیے پر نادم رہے وہ اتنا مجرم نہیں جتنا مجرم تحریف کا مرتکب ہے اور معصیت کرنے والے سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا جو گناہ کو نیکی باور کرائے گا اور آیات الہی اور احادیث رسول ﷺ کو غلط معنی پہنائے گا۔ لہٰذا کیونکہ انبیاء و رسل کے ادیان کو اسی طریقہ سے بدلا گیا تھا۔

اگر اللہ نے اپنے دین کی نصرت کرنے والے بے لوث اور مخلص علماء کو اپنے دین کا دفاع کرنے کی توفیق نہ دی ہوتی تو یہ دین بھی دین فردشوں اور شکم پرستوں کے ہاتھوں مسخ ہو چکا ہوتا۔

اگر «لَا تَحْعَلُوا عَيْدًا» سے رسول اکرم ﷺ کا وہی مطلب ہوتا جو زلیخا و کجروی والوں نے لکھا ہے تو آپ ﷺ نے قبروں پر مسجد بنانے سے کیوں روکا؟ اور بنانے والوں پر کیوں لعنت کی؟

جب آپ ﷺ نے اللہ کی عبادت کے لیے قبروں پر مسجدیں بنانے والوں پر لعنت کی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اعتکاف بیٹھنے اور چلہ کشی کا حکم کیسے دے سکتے ہیں کہ لوگ وہاں تبرک کی غرض سے آتے جاتے رہیں اور سال بعد آنے کی روش ترک کر دیں۔

اگر آپ ﷺ کا یہی مقصد ہوتا تو آپ اللہ سے یہ التجا کیوں کرتے کہ: ”اے اللہ میری قبر کو آستانہ نہ بنانا کہ اس کی پرستش کی جائے۔“

۱۔ مثلًا ہفتے کے روز پھلی پکڑنے والے اگر اپنے فضل پر نادم رہتے اور اسے گناہ سمجھتے رہتے تو شاید وہ اس دنیا میں بندر اور خنزیر نہ بنے لیکن جب انھوں نے دہل و فریب اور حیلہ سازی کر کے گناہ کا ارتکاب کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بند اور خنزیر بنا دیا اس لیے ہیبت کی خاطر قرآنی آیات اور احادیث کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے والے کو خوف خدا کرنا چاہیے۔ [سلی]

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اور اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھنے والی ہستی یہ کیوں کہتی کہ اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ آپ ﷺ کی قبر کو عبادت گاہ بنا لیا جائے گا تو آپ ﷺ کی قبر مبارک کو سرعام یا نمایاں بنایا جاتا اور آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ میری قبر کو عید نہ بنانا اور تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود پڑھو۔“

اور یہ معنی جو شرک اور تحریف کے مرتکبین کی سمجھ میں آیا ہے یہ اہل بیتؑ اور صحابہ کرامؓ کی سمجھ میں کیوں نہ آیا۔

دیکھو! اہل بیت کے نامور فرزند سیدنا زین العابدین بن حسین بن امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ نے ایک آدمی کو قبر نبوی ﷺ کے پاس دعا مانگتے دیکھا تو اس کو فوراً روک دیا اور اپنے باپ سے سنی ہوئی حدیث پڑھی۔

غور کرو! کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کا مطلب آپؐ زیادہ سمجھتے تھے یا گمراہ مولوی؟ اسی طرح حضرت زین العابدین کے چچا زاد بھائی سیدنا حسن بن سیدنا حسن نے بھی قبر نبویؐ پر حاضری کے قصد کو مکروہ گردانا ہے اور آپؐ قصداً حاضری کو اتنا عید ہی سمجھتے ہیں۔ ل

ل واضح رہے کہ زیارت قبر نبویؐ مکروہ نہیں بلکہ قصد یعنی شدہ حال مکروہ ہے۔ واضح رہے کہ حضرت امام صاحب نے حدیث رسولؐ «لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ» کو صحیح اور برحق مانتے ہوئے حضرت سیدنا حسن بن حسن بن علی المرتضیٰ سے حاضری کے قصد کو مکروہ ثابت کیا ہے باقی رہا مسجد نبویؐ میں جا کر وہاں روزِ رسول ﷺ پر حاضری دینا تو اس کا ایمان افزودہ نہ کرے آپ کے قصیدہ لونیہ میں پڑھیے آپ نے وہاں اسے ثوب والا عمل ثابت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جو طریقہ زیارت ہم نے بیان کیا ہے یہ اہل اسلام اور اہل ایمان کا طریقہ زیارت ہے وہ وہاں نہ تو سجدہ، طواف کر کے شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اور نہ ہی وہاں جہلاء کی طرح بدعات کے مرتکب ہوتے ہیں اس مبارک عمل کا اجر قیامت کو ضرور ملے گا اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی ہمیں کسی قسم کا الزام دے یا ہم پر بہتان لگائے تو اللہ ہی قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا ہم اس زیارت کے منکر نہیں ہیں بلکہ بدعات کے منکر ہیں اور ان سے بچنے کی تاکید کرتے ہیں باقی رہی حدیث رسول ﷺ کہ «لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ.....» وہ ثابت شدہ نص ہے اسے تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں۔

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

ہمارے استاد محترم امام ابو العباس ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غور کرو کہ اہل مدینہ اور اہل بیت عظام جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب نسب اور قرب مکان کی سعادت حاصل ہے وہ حدیث رسول کے الفاظ «لَا تَحْعَلُوا قَبْرِیْ عِیْدًا» کو کس معنی پر محمول کرتے ہیں اور یہ بعد والے کس معنی میں؟

اگر ان مصلحین کے دجل و فریب میں ذرا بھر بھی صداقت ہوتی تو اہل بیت عظام اور اہل مدینہ قبر نبویؐ پر حاضری کے زیادہ مستحق تھے لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا بنا بریں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مفہوم انھوں نے سمجھا، وہی درست اور صحیح ہے۔

### آستانوں پر حاضری کے دینی نقصانات

بزرگان دین کی قبروں پر عرس اور میلے منعقد کرنے کے خوفناک مفاسد کو اللہ ہی جانتا ہے اور ان خرابیوں کو دیکھ کر اسی شخص کے دل میں غیظ و غضب پیدا ہوتا ہے جو غیرت تو حید اور عظمت الہی کی ہیبت سے معمور ہے۔ «وَلٰكِنْ مَا لِجُرْحِ بَعِیْبَتِ الْاِیْلَامِ»

”جس طرح میت کو زخم کا احساس نہیں ہوتا اس طرح مشرکوں کو بھی شرک جیسے کینسر کا احساس نہیں ہوتا۔“ اور وہ نقصانات یہ ہیں۔

ان کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا، ان کا طواف کرنا، اور بوسہ لینا، قبروں کو ہاتھ لگا کر چہروں پر ملنا، اصحاب قبور کی عبادت کرنا اور ان سے رزق مدد اور سلامتی کی دعا مانگنا، انہیں حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے پکارتا اور وہاں وہ تمام کام کرنا جو بت پرست اپنے بتوں سے کرتے ہیں۔

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

### مزاروں پر حاضری کے وقت پجاریوں کا خشوع و خضوع

چنانچہ تم غالی قسم کے آستانہ پرستوں کو دیکھو گے کہ وہ عرس کے دن دور سے ہی سواریوں سے اتر پڑتے ہیں اور پیدل چل کر مزار یا آستانے پر حاضری دیتے ہیں اور اس کے سامنے پیشانیاں (ماتھے) ٹیکتے ہیں اور زمین کو بوسہ دیتے ہیں اور سروں کو برہنہ کرتے ہیں ان کی چیخ و پکار بلند ہوتی ہے اور غشی کی حد تک روتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے حاجیوں سے بھی بڑا ثواب کما لیا ہے، یہ ان سے مدد مانگتے ہیں جو نہ پیدا کر سکتے ہیں اور نہ کسی کو زندہ کر سکتے ہیں۔ پھر وہ (درحقیقت) قبر والے سے باواز بلند فریاد کرتے ہیں اور قبر کے پاس دو رکعت نماز ادا کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے قبلہ رخ نماز ادا کرنے والوں سے زیادہ نفع کما لیا ہے۔ چنانچہ تم انہیں دیکھو گے کہ قبر کے ارد گرد رکوع اور سجدہ کرتے ہیں اور میت سے رضا مندی اور فضل تلاش کرتے ہیں۔

درحقیقت انھوں نے اپنی ہتھیلیاں خسارے اور محرومی سے بھری ہوتی ہیں۔ غیر اللہ بلکہ شیطان کی خاطر قبروں پر آنسو بہائے ہوتی ہیں اور میت سے حاجت روائی اور مشکل کشائی اور آفات و مصائب سے سلامتی کی دعا کی ہوتی ہے پھر وہ قبر کے ارد گرد دو زانوں ہوتے ہیں اور اسے اس بیت الحرام کے ساتھ مشابہت دیتے ہیں جسے اللہ نے جہان والوں کے لیے مبارک اور ہدایت کا مینار بنایا ہے پھر وہ قبر کو ایسے ہی بوسہ دیتے ہیں جیسے حاجی حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہیں اور برکت کی خاطر اس کو ایسے ہی ہاتھ لگاتے ہیں جیسے رکن یمانی کا استلام کیا جاتا ہے پھر وہ قبر پر پیشانی ٹکاتے ہیں اور رخسار رگڑتے ہیں اور ایسی گریہ زاری کرتے ہیں جو اللہ جانتا ہے کہ سجدوں میں اللہ کے آگے بھی نہیں کرتے۔

پھر حج قبر کے مناسک ادا کرنے کے بعد سر منڈاتے ہیں یا بال کٹاتے

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

ہیں۔ آستانے سے اپنا حصہ وصول کرتے ہیں جبکہ اللہ کے ہاں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ پھر وہ آستانے پر نذرانے دیتے ہیں اور جانور ذبح کرتے ہیں اور ان کی نمازیں اور قربانیاں غیر اللہ کے لیے ہوتی ہیں پھر جب وہ ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں تو کہتے ہیں اللہ ہمیں اور تمہیں اس کا اجر عطا فرمائے۔

جب وہ آستانے کی حاضری کے بعد واپس آتے ہیں تو کفر غالی مشرک ان سے کہتے ہیں کہ اپنے اس حج قبر کا ثواب مجھے دے دے اور مجھ سے حج بیت اللہ کا ثواب لے لے تو وہ جواب دیتے ہیں۔ ہرگز نہیں! اگرچہ تم ہر سال کے حج بیت اللہ کا ثواب بھی دو۔ (العیاذ باللہ)

یہ جو ہم نے ان کی منظر کشی کی ہے، یہ مبالغے پر مبنی نہیں اور نہ ہی ہم نے ان کی مکمل ضلالتوں کا احاطہ کیا ہے کیونکہ ان کے افعال وہم و گمان سے بالا ہیں۔ قوم نوح کے بت پرستوں کی ابتداء ایسے ہی کاموں سے ہوئی تھی اور ہر ذی شعور اور عقل و دانش والا انسان جانتا ہے کہ اس خطرناک ذریعے کو بند کرنا بہت ضروری ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اسی وجہ سے شرک اکبر تک پہنچانے والے تمام کاموں سے روک دیا کیونکہ آپ ﷺ خوب جانتے تھے کہ قبروں پر مسجدیں تعمیر کرنے والے اور وہاں چراغاں کرنے والے، چلہ کاٹنے والے بالآخر شرک اکبر تک پہنچ جائیں گے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے ایسا کرنے والوں پر لعنت کی ہے اور ایسا کرنے سے روکا ہے بس خیر اور ہدایت آپ ﷺ کی اتباع میں ہے اور شر و ضلالت آپ ﷺ کی نافرمانی اور مخالفت میں ہے۔

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

### ایک بصیرت افروز تجزیہ

میں نے اس موضوع پر امام ابو الوفاء ابن عقیل کا شاندار تجزیہ دیکھا ہے جسے میں ان کے الفاظ میں ہی بیان کرتا ہوں:

امام صاحب فرماتے ہیں کہ جب جہلاء امت پر شریعت کے احکامات گراں گزرے تو انہوں نے ان پر عمل کی بجائے شخصیتوں کی خود ساختہ تعظیم شروع کر دی اور یہ بات انہیں نہایت آسان معلوم ہوئی کیونکہ اس طرح انہیں کسی کی فرماں برداری نہیں کرنی پڑتی (آگے فرمایا) وہ میرے نزدیک ان خرافات کے مرتکب ہونے کی وجہ سے کافر ہیں۔ مثلاً بزرگوں کی قبروں کی ایسی تعظیم کرنا جس سے ہمارے پیغمبر سیدنا محمد رسول اللہ نے روکا ہے جیسے ان پر چراغاں کرنا، انہیں رنگ روغن کرنا اور بوسہ دینا، انہیں معطر کرنا اور ان کی زیارت کا پروگرام طے کر کے ان کی طرف سفر کرنا اور لات و عوڑی کے پجاریوں کی تقلید کرتے ہوئے وہاں کے درختوں پر (رنگ برنگے) کپڑے لٹکانا (علاوہ ازیں قبروں میں مدفون بزرگوں کو حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے پکارنا اور درخواستیں لکھنا کہ میرے آقا مجھے فلاں کچھ بنا دو اور پھر وہاں سے تیر کا مٹی لینا۔

ان کے نزدیک یہ امر قابل افسوس ہوتا ہے کہ کوئی آدمی کف کے آستانے کا بوسہ نہ لے اور بدھ کے روز مسجد کی پیٹ شدہ پکی اینٹوں کو مسح نہ کرے اور جنازہ اٹھانے والے ”الصدیق ابو بکر“ اور ”محمد و علی“ نہ کہیں۔ اسی طرح یہ لوگ اسے بھی قابل مذمت سمجھتے ہیں جو اپنے باپ کی قبر کو پکانے یا وہاں کپڑے نہ پھاڑے اور اس کی قبر پر عرق گلاب نہ بہائے۔ اتنی اور جب تم قبروں کے متعلق آنحضرت ﷺ کے ارشادات کا موازنہ آج کل کے مسلمان مشرکوں کے افعال سے کرو گے تو اسے ایک دوسرے کے صریح خلاف پاؤ گے۔ مثلاً

## فرمان رسول اللہ ﷺ..... اور مسلمان مشرکوں کا ردِ عمل

- ۱ آپ ﷺ نے قبروں کے پاس نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔  
..... لیکن یہ قبروں کے پاس نمازیں پڑھتے ہیں۔
- ۲ آپ ﷺ نے قبروں کو عبادت گاہ بنانے سے روکا ہے۔  
..... لیکن یہ وہاں مسجدیں تعمیر کرتے ہیں اور انہیں آستانہ عالیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور خانہ خدا کی مشابہت کرتے ہیں۔
- ۳ آپ ﷺ نے ان پر چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے  
..... لیکن یہ وہاں چراغ روشن کرتے ہیں۔
- ۴ آپ ﷺ نے انہیں عید بنانے سے منع کیا ہے۔  
..... لیکن یہ وہاں عرس کرتے ہیں اور وہاں عید کی طرح بڑے اہتمام سے جاتے ہیں۔
- ۵ آپ ﷺ نے انہیں قبریں برابر کرنے کا حکم دیا تھا جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت ابو الصہباج اسدی سے فرمایا:

«أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ أَنْ لَا تَدْعَ تِمْنًا وَلَا آلَا طَمَسْتَهُ وَ

لَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ» ۱

”کہ میں تجھے اس کام پر نہ بھیجو جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا کہ

جسموں اور مورتیوں کو مٹا دینا اور بلند قبروں کو زمین کے برابر کر دینا۔“

۱ مسلم: کتاب الجنائز باب الامر بتسوية القبر، ج: ۲، ص: ۶۶۶۔ اس کی دوسری سند میں یہ الفاظ بھی ہیں: «وَلَا سُوْرَةً إِلَّا لَسْتَفْهَا» (کہ ان پر نبی ہوئی، تصویروں کو مٹا دینا) ابو داؤد: کتاب الجنائز، باب فی تسوية القبر، ج: ۳، ص: ۵۵۸، ترمذی: کتاب الجنائز، باب ما جاء فی تسوية القبر، ج: ۳، ص: ۳۶۶، نسائی فی المجتبی: کتاب الجنائز، ج: ۳، ص: ۸۸۔

اسی طرح صحیح مسلم میں ثمام بن شقی سے مروی ہے کہ ہم فضالہ بن عبید بن اللہ کے ہمراہ روم کی سرزمین پر واقع شہر بردوس میں گئے۔ وہاں ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا تو حضرت فضالہ بن اللہ نے اس کی قبر برابر کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد انھوں نے فرمایا کہ میں نے سید المرسلین ﷺ سے سنا تھا: ”وہ قبر برابر کرنے کا حکم دیتے تھے۔“

لیکن یہ لوگ ان دونوں حدیثوں کی مخالفت کرتے ہیں اور ڈٹ کر کرتے ہیں انھیں گھر کی طرح زمین سے بلند کرتے ہیں اور ان پر قبے تعمیر کرتے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے:

«نَهَى رَسُولُ اللَّهِ عَنِ تَجْصِيسِ الْقَبْرِ وَأَنْ يُقَعَّدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ» ۱۔

کہ آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا کہ قبر پر کچی بنائی جائے یا اس پر بیٹھا جائے یا اس پر عمارت تعمیر کی جائے۔“

..... لیکن یہ لوگ قبروں کو کچی اینٹوں سے بناتے ہیں اور چوننا کچھ کرتے ہیں اور سنگ مرمر لگاتے ہیں۔ (بلکہ وہاں فیض روحانی حاصل کرنے کی غرض سے چلے کاٹتے ہیں)

۱] آپ ﷺ نے قبروں پر لکھنے سے منع فرمایا۔

..... لیکن یہ لوگ ان پر بورڈ بنا کر قرآن کی آیتیں لکھتے ہیں۔

۱۔ مسلم: کتاب الجنائز / باب فی تسوية القبر، ج: ۳، ص: ۵۴۸، ترمذی: کتاب الجنائز، باب النهی عن تجصيص القبور والبناء عليه، ج: ۲، ص: ۶۶۷، ترمذی: کتاب الجنائز، باب ما جاء فی کراهية تجصيص القبور والكتابة عليها، ج: ۳، ص: ۳۶۸، ابن ماجہ: کتاب الجنائز، ج: ۱، ص: ۴۹۸، مسند احمد، ج: ۳، ص: ۳۲۲۔



## پکی قبروں کے خلاف سلف صالحین کے فتوے

- ⊗ خلیفہ راشد اور مشہور عادل حکمران امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے قبر پختہ کرنے سے منع کیا اور وصیت کی کہ میری قبر کو پختہ نہ کیا جائے۔
- ⊗ حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ جو مستجاب الدعوات بزرگ تھے، وصیت کی تھی کہ میری قبر پختہ نہ کرنا۔
- ⊗ حضرت ابراہیم النخعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبروں کو پختہ کرنا مکروہ سمجھتے تھے۔
- ⊗ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں فرمایا تھا کہ مجھ پر خیمہ نہ لگانا۔
- ⊗ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے بھی قبر پر خیمہ لگانے سے منع کر دیا تھا۔
- ہمارا اصل مقصد یہ ہے کہ قبر پرستوں اور عرس بیوں اور وہاں چراغاں کرنے والوں اور وہاں مساجد اور قبے بنانے والوں نے صریحاً فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کی ہے اور آپ کی لائی ہوئی شریعت سے انحراف کیا ہے اور قبروں پر مساجد تعمیر کرنا اور وہاں چراغاں کرنا کبیرہ گناہ اور جرم عظیم ہے فقہاء کرام اور اصحاب امام احمد نے ایسا کرنے کو صریحاً حرام لکھا ہے چنانچہ حضرت امام ابو محمد مقدسی فرماتے ہیں کہ اگر قبروں پر چراغاں کرنے کو جائز قرار دیا جائے اور کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والے پر لعنت نہیں کی تو بھی ضیاع مال ہے اور قبروں کی ایسی تعظیم ہے جو شریعت میں جائز نہیں اور بتوں کی تعظیم کے مشابہ ہے اور وہاں مساجد تعمیر کرنا بھی ناجائز ہے کیونکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

« لَعْنُ اللَّهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَآءِهِمْ مَسَاجِدَ يُحْذِرُونَ

صَنَعُوا » [منفق علیہ]

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

”کہ اللہ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے۔ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔ آپ ﷺ ان کے اس فعل سے ڈرارہے تھے۔“

اور حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی قبر اس لیے سرعام نہیں بنائی گئی کہ کہیں وہ سجدہ گاہ نہ بن جائے کیونکہ قبروں کے پاس نماز ادا کرنا بھی ایسا ہی ہے جیسے (بزرگوں کی تصویروں) اور بتوں کے تقرب کی خاطر انہیں سجدہ کیا جائے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ بت پرستی کی ابتداء فوت شدہ بزرگوں کی تصویروں کی تعظیم اور ان کے پاس عبادت کرنے سے ہوئی تھی۔

### مشرکین کی خود سری کی انتہا

اور اب معاملہ یہاں تک بگڑ چکا ہے کہ کٹر مشرکین نے قبروں کا حج بھی شروع کر دیا ہے اور اس کے لیے ایک کتاب بھی لکھ دی ہے جس کا نام ”مناسک حج المشاہد“ یعنی آستانوں کے حج کے آداب۔

ان لوگوں نے آستانوں کو بیت اللہ شریف کے مشابہ کر دیا ہے اور ان کا یہ فعل بلاشبہ دین اسلام سے بغاوت ہے اور انہیں بت پرستوں کے دین میں داخل کرتا ہے۔ قبروں کے متعلق حضرت رسول کریم ﷺ کے ارشادات کا موازنہ، مسلمان مشرکوں کے اعمال سے کیا جائے تو روز روشن کی طرح صاف معلوم ہو جائے گا کہ واقعی ان کے افعال اتنی بڑی خرابیوں کا منبع ہیں جو حد شمار سے باہر ہیں۔ مثلاً

① قبروں کی ایسی تعظیم جو شرک میں مبتلا کر دے۔

② انہیں جائے عرس یا عید بنانا۔

③ ان کی طرف بڑے اہتمام سے سفر کرنا۔

④ انہیں بت پرستوں کی طرح پوجنا۔

تبرہتی کے فردغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

۵) وہاں فیض روحانی کی خاطر اعتکاف بیٹھنا (یہ فیض روحانی انہیں مسجدوں میں نہیں ملتا)

۶) ان کا مجاور بننا۔

۷) کعبۃ اللہ کی مشابہت کرتے ہوئے ان پر پردے ڈالنا۔

۸) وہاں کی مجاورت کو بیت اللہ الحرام کی مجاورت پر ترجیح دینا۔

۹) آستانے کی صفائی کو مسجد کی صفائی سے افضل ماننا۔ ۷

۱۰) اور جس رات آستانوں پر چراغ نہ جلے، وہ رات ان لوگوں کے نزدیک بڑی منحوس ہوتی ہے۔

۱۱) اصحاب قبور اور مجاروں کے لیے نذریں ماننا۔

۱۲) مشرکوں کا یہ اعتقاد کہ انہیں پکارنے سے مظلوم کو مدد اور خوف زدہ کو پناہ ملتی ہے اور ان کے دیلے اور واسطے سے مشکل حل ہوتی ہے اور ضرورت پوری ہوتی ہے نیز وہاں دعا مانگنے سے دشمنوں پر فتح ملتی ہے اور بلائیں جاتی اور بارش بھی برسی ہے۔

۱۳) وہاں چراغاں کر کے اور مساجد تعمیر کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے اور برحق رسول کی لعنت کا مستحق بننا اور وہاں شرک اکبر کا انعقاد کرنا۔

۱۴) قبروں میں مدفون نیک بزرگوں کو مشرکین کے شرک سے تکلیف پہنچانا۔

۱۵) پاکستانی اخبارات نے خبر شائع کی تھی کہ مشہور بلند قامت مشرک عالم چنا کو بیت اللہ میں صفائی کی خدمت کی پیش کش ہوئی لیکن اس نے شہباز تھکر کے خود ساختہ حزار کی صفائی اہم سمجھی اور اس کی خاطر بیت اللہ کو چھوڑ دیا۔ (العیاذ باللہ)

## قبروں پر حج اکبر منعقد کرنا

آپ اس حقیقت پر غور کر کے حیران ہوں گے کہ اصحاب قبور کو خوش عقیدہ مشرکوں کے اعمال سے تکلیف پہنچتی ہے اور وہ ان کی خود ساختہ اور غیر شرعی حرکتوں سے نالاں ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام عیسائیوں کے طرز عمل سے ناراض ہیں اور اس طرح جن انبیاء اور اولیاء و مشائخ کی قبروں پر عرس اور میلے منعقد ہوتے ہیں اور اللہ کے ساتھ ساتھ ان سے بھی استمداد کی جاتی ہے وہ یقیناً اس سے دکھ اٹھاتے ہوں گے کیونکہ حشر والے دن وہ ان کی خوش عقیدہ غیر شرعی حرکتوں سے لاتعلقی کا اعلان کریں گے۔ قرآن حکیم میں ہے:

﴿ وَ يَوْمَ يَخْسِرُهُمُ وَ مَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أُنْتُمْ اضَلَلْتُمْ عِبَادِي هَؤُلَاءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ . قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا اَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ اَوْلِيَاءَ . وَ لَكِنْ مَتَّعْتَهُمْ آاٰهَانَهُمْ حَتَّى نَسُوا الذِّكْرَ وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّبْرًا ﴾ [فرقان: ۱۸، ۱۹]

”اور جس دن اللہ ذوالجلال ان کو اور ان کو جنہیں وہ خدا کے سوا پوجتے تھے، جمع کرے گا اور ان سے فرمائے گا کہ کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا

علاہہ اقبال فرماتے ہیں:

اے کہ بر بیت الحرام بیداد کرد	اے کہ سلم رنج ایجاد کرد
عرس را از حج گراں پائی شرد	تا حق بطلما و یثرب ہم ببرد
حکمت این سادہ و آساں گزار	طلقہ راداد مرکز صد ہزار

(مکاتب اقبال)

اے (چالاک گدی نشیں) تو نے بیت اللہ شریف پر ظلم ڈھایا کیونکہ تو نے (مزاروں پر بیت اللہ کے حج کی طرح) مسلمان کے لیے حج (عرس) ایجاد کر لیا اور عرس کو حج بیت اللہ سے افضل اور اہم قرار دیا اور اس طرح سے تو نے بیت اللہ اور مدینہ منورہ کا حق غصب کر لیا اور اس آسان اور سادہ تدبیر سے تو نے مسلمانوں کو مرکزی روحانی اجتماع (چھوٹے چھوٹے سے) لاکھ مراکز میں تقسیم کر دیا۔

یہ خود گمراہ ہو گئے تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے، خود ہمارے لیے جائز نہ تھا کہ تیرے سوا اوروں کو کارساز (حاجت روا) بنا لیتے لیکن تو نے ہی ان کو اور ان کے باپ دادوں کو (بادجود شرک کے) نعمتیں دیں یہاں تک کہ وہ قرآن کی نصیحت کو بھول گئے اور یہ ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔“

اس سوال و جواب کو ذکر کرنے کے بعد، اللہ نے مشرکوں کو یوں خطاب کیا:

﴿فَقَدْ كَذَّبُوا كُمْ بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا. وَمَنْ يَظْلِمُ مِنْكُمْ نَذْفُهُ عَذَابًا كَبِيرًا﴾

”تو انہوں نے تم کو تمہاری بات (تمہارے خود ساختہ عقیدے) میں جھٹلا دیا۔ بس اب تم (عذاب) کو نہ پھیر سکتے ہو اور نہ مدد لے سکتے ہو اور جو کوئی تم میں سے ظلم (شرک) کرے گا۔ ہم اس کو بہت بڑا عذاب چکھائیں گے۔“

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمَّيَ إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ﴾ [مائدہ: ۱۱۶]

اور (قیامت کے روز) جب اللہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو کہے گا کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنا لو؟ تو عیسیٰ (علیہ السلام) جواب دیں گے، اے اللہ تو پاک ہے۔ (بھلا) میں وہ بات کیوں کہہ سکتا ہوں جس کا مجھے حق نہیں ہے۔“

ملائکہ کرام کے متعلق فرمایا:

﴿وَيَوْمَ يُخْشَرُهُمْ جَمِيعًا تُمْ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۚ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيِّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ﴾

الْحِجْنَ أَكْثَرَهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ﴿٤٠٠﴾ [سبأ: ۴۰۰]

”اور جس دن (اللہ) سب مخلوق کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا، کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمارا تو کارساز تو ہی ہے نہ کہ یہ بلکہ یہ جنات کو پوجتے تھے اور اکثر ان ہی کو مانتے تھے۔“

قبروں کی مشرکانہ حد تک تعظیم کی یہ خرابی بھی ہے کہ انہیں عبادت گاہ بنانے اور وہاں چراغاں کرنے سے یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت ہوتی ہے۔

اور پھر یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت اور ان کے طریقے سے بغاوت بھی ہے نیز انہیں ایذا اور تکلیف پہنچانے کے ساتھ ساتھ عظیم گناہ بھی ہے۔

اور پھر بڑی خرابی سنت کا بند ہونا اور بدعات کا جاری رہنا ہے اور ان قبروں

کو اللہ کے محبوب گھروں (مساجد) پر ترجیح دینا ہے کیونکہ قبر پرست وہاں اتنے احترام اور تعظیم اور خشوع و خضوع اور رقت قلب و حضور قلب کا مظاہرہ کرتے ہیں جو مسجدوں میں نہیں کرتے اور آستانوں کے سامنے عاجزی کا ایسا مظاہرہ کرتے ہیں جو مسجد میں قطعاً نہیں کرتے اور ان کے ایسے عقائد و اعمال سے آستانے آباد ہوتے ہیں اور مسجدیں ویران ہوتی ہیں اور ایسا کرنے والے بالکل دین رسول ﷺ کا الٹ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رافضی حضرات چونکہ علم اور دین سے کوسوں دور ہیں اس لیے انھوں نے دین سے دوری اور علم و ہدایت سے بُعد کی وجہ سے آستانوں کو آباد کیا اور مساجد کو ویران کیا ہے۔

اور ان خرابیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہمارے ہادی سیدنا رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت اس لیے شروع کی تھی کہ آخرت یاد رہے اور میت کو نیکی پہنچے اور اس کے لیے رحمت کی دعا کی جائے اور اللہ سے ان کے لیے عافیت اور بخشش کا سوال کیا جائے۔ اس طریقے سے قبروں کی زیارت کرنے

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

والا اپنے حق میں اور میت کے حق میں نیکی کرنے والا ہوتا ہے۔ لیکن گمراہ مشرکین نے اسکا الٹ کر لیا اور زیارت قبور کو شرک کا ذریعہ بنا لیا اور وہاں حاجت براری کی دعائیں شروع کر دیں اور نہیں دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کے لیے پکارنا شروع کر دیا۔ اس طرح اپنا بھی برا کیا اور میت کا بھی اور یہ ساری مصیبت اور معصیت، سنت رسول ﷺ سے انحراف کا نتیجہ ہے کیونکہ رسول اللہ نے صرف ان کے لیے دعائے مغفرت اور دعائے بلند درجات کا حکم دیا تھا۔

### جناب رسول کریم کا طریقہ زیارت قبور

اب اس طریقہ زیارت کو ملاحظہ فرمائیں جو اللہ رب العزت نے اپنے پیارے رسول ﷺ کے ذریعے شروع فرمایا۔ پھر اس کا موازنہ، مشرکین کے طریقہ زیارت سے کریں جو شیطان نے ان کے لیے وضع کیا ہے پھر اپنے لیے طریقہ رسول پسند کر لیں۔

① ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ ان کی باری کو جب کبھی رات کے پچھلے پہر، جنت البقیع کی طرف جاتے تھے تو فرماتے:

«السلامَ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَآتَاكُمْ مَا تَوْعَلُونَ غَدًا مُؤْمِلُونَ وَإِنَّا

إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْفَرَقِدِ»<sup>۱</sup>

”گھروں والے مومنو! تم پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو۔ تمہارے پاس کل وہ حقیقت آئی جس کا تم وعدہ کیے گئے۔ باقی قیامت کو آئے گی اور ان شاء اللہ

۱۔ مسلم: کتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء، لاھلھا، ج: ۲، ص: ۶۶۹، کتاب الطہارۃ،

ج: ۲، ص: ۲۱۸، ابو داؤد: کتاب الجنائز، باب ما يقول اذا زار القبور، ج: ۳، ص: ۵۵۸،

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

ہم تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ اے اللہ اہل بیعت کو معاف کر دے۔“

① دوسری روایت میں یوں ہے کہ حضرت جبرائیلؑ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ اہل بیعت کے پاس جاؤ، اور ان کے لیے اللہ سے بخشش مانگو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے پیارے رسولؐ سے گزارش کی کہ میں وہاں جاؤں تو کیا کہوں۔ فرمایا کہ:

(( السَّلَامُ عَلَىٰ أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَبَرَخُمُ اللَّهُ

الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَخِرِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ ))<sup>۱</sup>

”اے ان گھروں میں رہنے والے مومنو اور مسلمانوں! تم پر اللہ کی طرف سے

سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سے پہلے اور بعد میں جانے والوں پر رحم فرمائے ان

شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔“

② صحیح مسلم میں سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

(( كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمُقَابِرِ

أَنْ يَقُولُوا السَّلَامَ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِن

شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَاقِبَةَ ))<sup>۲</sup>

”کہ آپ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھایا کرتے تھے کہ جب وہ قبرستان

جائیں تو کہیں گھروں والے مومنو اور مسلمانوں! تم پر اللہ کی طرف سے سلامتی

ہو اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے

لیے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔“

③ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

۱۔ مسلم، کتاب الجنائز، بحوالہ مذکورہ بالا یہ دعا طویل حدیث کا ایک کٹرا ہے۔

۲۔ مسلم، کتاب الجنائز، ج: ۲، ص: ۶۷۱، سنن دارمی، کتاب المقدمة، باب فی وفات النبی، ج: ۱، ص: ۳۶،

لیکن اس میں لفظ یہ ہیں: «السَّلَامُ بِأَهْلِ الدِّيَارِ» مسند احمد، ج: ۳، ص: ۴۸۹۔



قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

« كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَزُورَ فَلْيَزُرْ وَلَا تَقُولُوا هُمْبِرًا »<sup>۱</sup>

”کہ میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکتا تھا۔ اب تم میں سے جو چاہے وہ زیارت کر سکتا ہے۔ لیکن وہاں بے فائدہ بات نہ کہنا۔“  
اللہ کے آخری اور محبوب پیغمبر ﷺ نے پہلے لوگوں کو زیارت قبور سے روک دیا تھا تا کہ آستانوں کی پوجا کا دروازہ بند ہو۔

جب توحید الہی دلوں میں جڑ پکڑ گئی تو جائز طریقے پر زیارت کی اجازت دی اور غیر شرعی حرکات سے روک دیا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے خلاف زیارت کرے، وہ منع ہے اور قبر کے پاس حاجت روائی اور مشکل کشائی کی درخواست کرنا بہت بڑا جرم ہے اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور وہاں فعلی اور قوی شرک سے بڑا جرم اور کونسا ہو سکتا ہے!

⑤ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

« زُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ » [مسلم]

”کہ قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ تمہیں موت یاد دلاتی ہیں۔“

⑥ امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا:

« إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَرُزُوْهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ »

[مسند احمد]

”کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے روک دیا تھا۔ اب کیا کرو کیونکہ وہ آخرت یاد دلاتی ہے۔“

۱۔ مسلم: کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ﷺ رہ عزوجل فی زیارة قبر امہ، ج: ۲، ص: ۶۷۲، ابو داؤد: کتاب الجنائز، باب فی زیارة القبور، ج: ۳، ص: ۵۵۸، ترمذی: کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الرخصة فی زیارة القبور، ج: ۳، ص: ۳۷۰

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

یہی روایت حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے لیکن اس میں «فانہا تزہد فی الدنیا» کے الفاظ آئے ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا میں زاہد بناتی ہے اور مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہی روایت ہے لیکن آخری الفاظ یہ ہیں:

«فَزُورُوهَا فَإِنَّ فِيهَا عِبْرَةً»

”کہ ان کی زیارت کرو کیونکہ اس میں عبرت ہے۔“

یہ ہے وہ زیارت، جو اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے جائز رکھی اور اس کی تعلیم دی۔

### غور و فکر کا مقام

اس طریقہ رسولؐ میں بھلا کوئی ایسی چیز ہے جو شرکوں اور بدعتیوں نے اپنا رکھی ہے کیا یہ سچ بات نہیں کہ انھوں نے مکمل طور پر شریعت رسولؐ کا الٹ کر رکھا ہے۔ کیا خوب فرمایا مدینۃ الرسولؐ کے امام حضرت مالک بن انسؒ نے کہ:

«لَنْ يُصْلِحَ آخِرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا مَا أَصْلَحَ أَوْلَاهَا»

”کہ اس امت کے بگاڑ کی اصلاح کا وہی طریقہ کار گر ہوگا جو پہلوں نے

اپنایا۔“

یعنی باقی طریقے تو شجرہ خبیثہ کو جڑ سے سے اکھاڑنے کی بجائے شاخیں کاٹنے کے مترادف ہیں حالانکہ جب تک جڑ سے نہ اکھاڑا جائے، وہ پھیلتا ہی رہے گا اور جب امتوں کا اپنے نبیوں کے طریقوں سے تمسک کمزور ہوا اور ان کے ایمان میں کمزوری آئی تو انھوں نے اپنے طور پر بدعات اور شرک کو فروغ دینا شروع کر دیا۔

## اسلاف کرام کی احتیاط

اب ذرا خیر القرون کے بزرگوں کی احتیاط ملاحظہ فرمائیے کہ انھوں نے کس طرح توحید کو شرک سے خالص رکھا اور شرک کی شباہت سے بھی نفرت کرتے ہوئے سنت کی بجا آوری میں بھی احتیاط برتی۔

۱۔ جب کوئی ان میں اللہ کے رسول ﷺ پر سلام پڑھنے کے بعد دعا کا ارادہ کرتا تو اپنا منہ کعبہ شریف کی طرف کر لیتا اور قبر انور کی دیوار کی طرف پیٹھ کر لیتا۔ پھر دعا مانگتا۔<sup>۱</sup>

۲۔ حضرت سلمہ بن وردان فرماتے ہیں کہ میں نے خادم رسول ﷺ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اللہ کے محبوب پیغمبر پر سلام بھیج کر قبر کی دیوار کی طرف پیٹھ کر کے دعا مانگتے۔

۳۔ اور ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام مالک بن انس، امام شافعی، امام احمد) نے فتویٰ دیا ہے کہ آدمی دعا کے وقت قبلہ رخ ہو اور قبر کے پاس دعا نہ مانگے کیونکہ دعا عبادت ہے چنانچہ ترمذی شریف میں حسن سند سے مروی ہے:

«الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ»<sup>۲</sup>

ہمارے اسلاف کرام نے عبادت کو صرف اللہ کے لیے خاص رکھا اور قبروں کے پاس وہی کچھ کیا جس کی اللہ کے رسول ﷺ نے تعلیم دی کہ قبر والوں کے لیے

۱۔ شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم" میں: ۱۱۰ میں فرماتے ہیں کہ امام احمد اور امام مالک بن انس کے اصحاب مذہب کا فتویٰ ہے کہ جب کوئی حضرت رسول کریم ﷺ پر سلام پڑھے اور اس کے علاوہ کوئی جائز چیز پڑھتا چاہے اور اس کے بعد وہ دعا مانگتا چاہے تو وہ اپنا رخ قبلہ کی طرف کرے اور حجرہ مبارکہ کو اپنی بائیں جانب رکھے۔

۲۔ جامع ترمذی: کتاب تفسیر القرآن، باب تفسیر سورہ (۲) ص: ۲۱۱ وقال هذا حديث حسن صحيح، ابن ماجہ: کتاب الدعاء، باب فضل الدعاء، ج: ۲، ص: ۱۲۵۸، مسند احمد، ج: ۴، ص: ۲۶۷

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

استغفار کیا جائے اور ان کے لیے اللہ سے رحمت کی دعا کی جائے کیونکہ فوت شدگان کے اعمال (سوائے صدقہ جاریہ کے) منقطع ہو گئے اور اب وہ زندہ لوگوں کی دعا کے محتاج ہو گئے جو ان کے لیے اللہ سے بخشش کی سفارش کریں۔

۱۔ اسی لیے فوت شدہ پر وہ دعائیں وجوہاً اور استجاباً مشروع ہیں جو زندوں کے لیے نہیں۔ چنانچہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء نے ایک جنازہ پر دعا پڑھی جو میں نے حفظ کر لی۔ وہ یہ ہے

« اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَاَرْحَمْهُ وَاعْفِهِ وَاغْفِرْ عَنْهُ وَ اَكْرِمْ نَزْلَهُ وَ وَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالتَّلْحِجِ وَالتَّبَرِّدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ النَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَ اَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَاَهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِيهِ وَ زَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ ۝»

”اے میرے اللہ! اس کو بخش دے اور اس پر رحمت فرما، اسے سلامتی میں رکھ اور اس سے درگزر فرما اور اس کی مہمانی اچھی کر اور اس کی قبر کو فراخ کر دے اور اسے پانی، برف اور اولوں سے دھو دے اور اسے گناہوں سے اس طرح پاک اور صاف کر دے جس طرح سفید کپڑے کو میل پکیل سے تو نے پاک کیا اور اسے دنیاوی گھر سے بہتر گھر عطا فرما اور اسے جنت میں داخل فرما اور اس کو عذاب قبر اور آگ کے عذاب سے بچا۔“

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، مجھے اس وقت خواہش پیدا ہوئی کہ کاش یہ میرا جنازہ ہوتا۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز جنازہ میں یہ پڑھتے سنا۔

۱۔ مسلم: کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت فی الصلوٰۃ، ج: ۲، ص: ۶۶۲، ۶۶۳، ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الدعاء فی الصلوٰۃ علی الجنائز، ج: ۱، ص: ۴۸۰

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

« اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَ اَنْتَ خَلَقْتَهَا وَ اَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلسَّلَامِ وَ اَنْتَ قَبَضْتَ

رُوحَهَا وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَ عَلَانِيَتِهَا جِنًّا شَفَعَا فَاغْفِرْ لَهُ » ۱

”اے اللہ! تو اس کا رب ہے اور تو نے ہی اسے پیدا کیا اور تو نے اسے اسلام کی طرف ہدایت دی اور تو نے اس کی روح قبض کی اور تو اس کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے ہم سفارش کے لیے حاضر ہیں۔ اسے معاف فرما۔“

۳۔ سنن ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلٰی الْمَيِّتِ فَاخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَا » ۲

”کہ جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو دل کی گہرائیوں سے دعا کرو۔“

۴۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّي مِنْ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةَ كُلِّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهُ اِلَّا

شَفَعُوْا فِيْهِ » ۳

”کہ جب کسی میت پر سو مسلمان جنازہ پڑھیں اور اس کے حق میں سفارش کریں تو ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔“

۵۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس مسلمان میت پر چالیس

توحید پرست مسلمان جنازہ پڑھیں تو اللہ ان کی سفارش قبول کرتا ہے۔ ۴

یہ ہے مقصد، میت پر نماز جنازہ پڑھنے کا کہ اس کے لیے دعا و استغفار کی جائے

۱۔ مستند احمد، ج: ۲، ص: ۲۵۶، ۲۵۵

۲۔ ابو داؤد: کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت، ج: ۳، ص: ۵۳۸

۳۔ مسلم: کتاب الجنائز، باب من صلی علیہ مائة شفعوا فیہ، ابن ماجہ: کتاب

الجنائز، ج: ۱، ص: ۴۷۷، نسائی: کتاب الجنائز، باب فضل من صلی علیہ مائة

۴۔ مسلم: کتاب الجنائز، ج: ۲، ص: ۶۵۵، ابو داؤد: کتاب الجنائز، ج: ۳، ص: ۵۱۷

اور اس کی بخشش کی سفارش کی جائے۔

اور وہ جب قبر میں چلا جاتا ہے تو دعاؤں کا اور زیادہ محتاج ہو جاتا ہے کیوں کہ اب وہ سوال و جواب کا سامنا کرنے والا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا معمول تھا کہ میت دفن کرنے کے بعد قبر پر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے:

« سَلُّوْا لَهٗ التَّيْبِيَّتْ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْتَأْذَنُ » ۱

”کہ اس کے لیے ثابت قدمی کا سوال کرو، اب اس سے سوال کیا جائے گا۔“

ان صحیح روایات سے معلوم ہوا کہ میت دفن کے بعد دعا کی محتاج زیادہ ہوتی ہے۔ جب ہم اس کی نماز جنازہ پڑھیں تو اس کے لیے دعا کریں نہ کہ اس کے وسیلے سے اپنے لیے مانگیں۔

ہمیں یہ حکم ہے کہ اللہ کے حضور اسکے لیے سفارش کریں۔ نہ کہ اس کو اپنا سفارشی بنائیں۔

### مسلمان مشرکین کا افسوس ناک طرز عمل

اہل شرک و بدعت نے اس معاملے میں اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے حکم کو یکسر پس پشت ڈال کر میت سے اپنے لیے دعا مانگنی شروع کر دی اور اس کے لیے سفارش طلب کرنے لگے۔

اور زیارت قبور کے اس مقصد کو جو رسول اللہ ﷺ نے میت کے حق میں نیکی اور آخرت کی یاد دہانی کے لیے مشروع فرمایا، اسے میت سے حاجت روائی اور مشکل کشائی میں بدل ڈالا اور اللہ کو اس کے نام کی قسم دینی شروع کر دی۔

اور اس کی قبر کو عبادت گاہ بنا لیا اور اس کے سامنے اپنے لیے دعا کے وقت ایسے خشوع اور خضوع اور حضور قلب کا مظاہرہ کیا جو سحری کے وقت مسجدوں میں اللہ کے

۱۔ ابو داؤد: کتاب الجنائز، ج: ۳، ص: ۵۵۰، مستدرک حاکم، ج: ۱، ص: ۳۷۰، وقال صحیح

سامنے انہیں کبھی نصیب نہیں ہوا۔

اگر فوت شدہ بزرگوں کو پکارنا اور ان کے وسیلے سے دعا کرنا یا ان کی قبروں کے پاس اپنے لیے دعا مانگنا درست اور جائز ہوتا تو اس بات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؓ اس سے پیچھے رہ جاتے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس امت کے افضل انسان جن کو سید المرسلین ﷺ کی زبان اطہر سے خیر القرون ہونے کا شرف ٹھیکٹ ملا ہو۔ وہ ایسے عمل سے غافل رہے ہوں اور بعد والوں کو اس کا علم ہوا ہو (اللہ کے بند وہ کام کیوں کرتے ہو جس کا حکم نہیں ہے اور وہ بات کیوں کہتے ہو جس کا اذن نہیں ہے۔)

یہ ہے وہ طریقہ جسے آنحضرت ﷺ نے ۲۳ سال تک اختیار کیا حتیٰ کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اور یہی خلفاء راشدینؓ اور تمام صحابہ کرامؓ کی سنت ہے اور تابعین عظامؓ کا طریقہ ہے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

### آستانہ پرستوں کو چیلنج

کیا روئے زمین پر بسنے والا کوئی انسان کسی صحیح یا حسن یا ضعیف یا منقطع سند سے ثابت کر سکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ یا تابعین عظامؓ میں سے کسی کو حاجت پڑتی تھی تو وہ آستانوں پر جاتے ہوں اور وہاں دعا کرتے ہوں یا بوسہ لیتے ہوں۔ چہ جائیکہ وہ وہاں نماز پڑھیں یا ان کے واسطے وسیلے سے مانگتے ہوں۔ اگر کوئی ایسا قول یا فعل ہے تو دکھاؤ بلکہ حرف بھی ہے تو بتاؤ؟

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ بعد والوں کے اقوال دکھا سکیں کیونکہ جوں جوں خیر القرون کا سنہری دور گزرتا گیا، ایسی خرافات بکثرت ہونے لگیں حتیٰ کہ اس مسئلے پر کئی کتابیں لکھ ماری گئیں جن میں نہ حضرت رسول کریم ﷺ سے کوئی ثبوت ہے نہ خلفاء راشدین

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے۔ بلکہ ان سے تو اس کے خلاف بہت سے دلائل ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ باقی رہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال، تو وہ بے شمار ہیں اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ (بھول کر) قبر کے قریب نماز پڑھ رہے تھے تو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (یعنی یہاں قبر ہے، یہاں نماز نہ پڑھو)

**حضرت دانیالؑ کی قبر کو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کرنا**

امام المغازی محمد بن اسحاق رضی اللہ عنہ اپنے مغازی میں زیادات یونس بن بکیر کے سلسلے میں حضرت خالد بن دینارؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں ابو العالیہ نے بیان کیا کہ جب ہم نے تستر کو فتح کیا تو ہرمزان کے خزانے میں ایک چار پائی ملی جس پر ایک فوت شدہ بزرگ کی نعش تھی اور اس کے سر کے پاس مصحف تھا تو ہم نے وہ مصحف سیدنا عمر بن خطابؓ کے حوالے کیا۔ انھوں نے کعب بن احبار رضی اللہ عنہ کو بلا کر اس کا عربی میں ترجمہ کروایا تو میں پہلا آدمی تھا جس نے اسے قرآن کی طرح پڑھا۔ میں نے ابو العالیہ سے پوچھا کہ اس میں کیا لکھا تھا انھوں نے کہا تمہارے کردار، تمہارے کام اور کلام کے لہجے اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ میں نے پوچھا کہ تم نے اس نعش سے کیا معاملہ کیا؟

اس نے کہا کہ:

ہم نے دن کو تیرہ قبریں بنائیں اور رات کو کسی ایک میں دفن کر دیا اور سب قبروں کو برابر کر دیا تاکہ وہ قبر لوگوں پر پوشیدہ رہے اور وہ اسے اکھاڑ نہ سکیں۔

میں نے پوچھا: ”وہ ان سے کیا امید رکھتے تھے؟“

اس نے بتایا کہ جب انہیں خشک سالی ہوتی تو اس نعش کو باہر نکالتے تو ان پر بارش برسی۔

میں نے پوچھا اس کا نام کیا تھا؟

انھوں نے بتایا کہ اس کا نام دانیالؑ تھا



قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

میں نے پوچھا، تمہارے خیال میں وہ کب فوت ہوا تھا؟  
اس نے کہا: تین صد سال پہلے۔

میں نے پوچھا، بھلا اس کی لاش میں کچھ تغیر تھا؟  
اس نے بتایا کہ چونکہ انبیاء کے گوشت زمین پر حرام ہیں انھیں مٹی نہیں کھاتی اور  
نہ ہی انھیں درندے کھاتے ہیں۔ اس لیے اس کی نعش میں سے صرف چند گدی کے  
بال سفید تھے۔<sup>۱</sup>

مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم نے اس نعش کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ اس بنا پر کیا کہ  
لوگ اسے دعا اور تبرک کی جگہ نہ بنالیں۔

اگر بعد والے مشرک وہاں ہوتے اور انہیں پتہ چل جاتا تو تلواریں لیکر ٹوٹ  
پڑتے اور مِنْ دُونَ اللّٰہِ اس کی پوجا شروع کر دیتے۔ (جیسا کہ انھوں نے اس سے  
کہیں کم تر اور ادنیٰ درجہ کی شخصیتوں کے آستانوں کی پوجا شروع کر رکھی ہے) اور  
وہاں پر ایک قبہ بنا دیتے۔ اور اسے مسجد سے بڑا عبادت خانہ بنا لیتے۔

### قابل غور حقیقت

اگر قبروں کے پاس (اپنے لیے) دعا مانگنا اور وہاں نماز پڑھنا یا وہاں فیض  
روحانی حاصل کرنا سنت یا باعث فضیلت ہوتا تو مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم اس قبر پر جھنڈا  
گاڑ دیتے اور وہاں اپنے لیے دعا کرتے اور اپنے سے پیچھے آنے والوں کے لیے ایک  
طریقہ جاری کر دیتے لیکن وہ پچھلوں کی نسبت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے  
طریقے کو زیادہ جاننے والے تھے اور نیکی میں ان کی اتباع کرنے والے تھے۔ یہی  
حال تابعین کرام کا تھا کہ وہ بھی انہی کی راہ پر چلتے رہے۔

۱۔ دیکھیے کتاب الاموال لابی عبید، ص: ۳۴۳، تاریخ طبرانی، ج: ۳، ص: ۲۲۰، فتوح البلدان  
للبلذری، ص: ۳۷۱ اور تحذیر الساجد، ص: ۷۲، ۷۳

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

حقیقت یہ ہے کہ ان کے پاس مختلف شہروں میں، کثرت سے اصحاب رسولؐ کی قبریں تھیں لیکن نہ تو انھوں نے صاحب قبر سے استغاثہ کیا، نہ اسے پکارا، نہ اس کے وسیلے سے دعا کی اور نہ وہاں بیٹھ کر اپنے لیے دعا مانگی اور نہ ہی اس کے وسیلے سے شفاء مانگی اور نہ ہی بارش طلب کی اور نہ ہی اس کے ذریعے سے مدد مانگی اور ظاہر ہے اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو محدثین کرامؒ اور فقہائے عظامؒ اسے اپنی کتابوں میں درج فرماتے۔

### ذرا سوچئے تو سہی

۱۔ ایک تو یہ ہے کہ قبر کے پاس دعا مانگنا یا اس کے وسیلے سے مانگنا دوسری جگہوں سے افضل ہے یا نہیں؟

⊗ اگر افضل ہے تو پھر یہ عمل صحابہ کرامؓ سے کیسے مخفی رہا؟

⊗ اور تابعینؒ لہم باحسان اور ائمہ دینؒ نے اس پر عمل کیوں نہ کیا؟

⊗ کیا نعوذ باللہ خیر القرون والے خوش نصیب اس فضل عظیم سے جاہل رہے اور

برے جانشینوں نے اسے ڈھونڈ لیا؟

کیونکہ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ انہیں علم ہو لیکن وہ عمل نہ کریں کیونکہ وہ نیکیوں کے حریص تھے۔

ایک اور بات قابل غور ہے کہ مجبور اور لاچار انسان، ہر قسم کے اسباب تلاش کرتا ہے اگرچہ مکروہ بھی ہوں۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ دعاؤں کی قبولیت کے سلسلے میں لاچار بھی ہوں اور اس گر کو جانتے بھی ہوں کہ قبروں کے پاس دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، لیکن پھر بھی وہاں نہ جائیں؟ یہ بات طبعاً بھی ناممکن ہے اور شرعاً بھی۔ (اگر ایسا نہیں ہے)

۲۔ تو دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہاں نہ تو اپنے لیے دعا مانگنا افضل ہے اور نہ ہی کوئی ایسی خصوصی اجازت ہے بلکہ وہاں دعا مانگنا گذشتہ خرابیوں کا ذریعہ ہے جو

شروع کتاب میں بیان ہو چکی ہیں۔

اور وہاں اپنے لیے دعائے تگنہ کو جائز اور افضل جاننا ایسا فعل ہے جس کی شرع میں اجازت نہیں اور نہ ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اسے جائز رکھا ہے اور نہ ہی اس کے حق میں کوئی دلیل نازل کی ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے کم تر افعال سے بھی روک دیا ہے کہ کہیں رفتہ رفتہ یہ کام دین میں شامل نہ ہو جائیں۔

### امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی

حضرت معروف بن سوید سے روایت ہے کہ انھوں نے مکہ جاتے ہوئے راستہ میں، امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جس میں آپ نے سورہٴ قمر اور سورہٴ قمریش پڑھی۔ پھر دیکھا کہ لوگ ایک راستے پر جا رہے ہیں تو پوچھا کہ یہ کہاں جا رہے ہیں، آپ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ اللہ کی ایک ایسی مسجد کی طرف جا رہے ہیں جہاں سرور عالم ﷺ نے نماز ادا کی تھی تاکہ یہ بھی وہاں نماز پڑھیں۔ یہ سن کر امیر المؤمنین نے فرمایا:

”تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ وہ اپنے نبیوں کے آثار کا کھوج لگاتے اور وہاں گرجے اور عبادت خانے بنا لیتے۔ تم قصباً ایسی مساجد کا سفر نہ کرو۔ ہاں اگر تم کسی وجہ سے وہاں موجود ہو اور نماز کا وقت آجائے تو پھر وہاں نماز ادا کرو ورنہ گزر جاؤ (اور جہاں نماز کا وقت ہو جائے، وہاں پڑھ لو۔“<sup>۱</sup>

اس طرح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو بھی کٹوا دیا تھا جس کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی<sup>۲</sup> (تاکہ بعد والے لوگ اسے بت کی طرح پوجنا شروع نہ کریں)

۱۔ ابن ابی شیبہ، ج: ۲، ص: ۱۸۴ اس کی سند صحیح ہے۔

۲۔ امام ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسے ابن ابی شیبہ نے، ج: ۲، ص: ۷۳ میں بیان کیا ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں لیکن یہ منقطع ہے اور حضرت تابع اور حضرت عمر کے درمیان حضرت عبد اللہ بن عمر کا واسطہ ہو۔  
تجزیر المساجد، ص: ۱۳ میں اس پر ان کا استدراک موجدین کے لیے قابل دید ہے۔

### اسلحہ لٹکانے کی غرض سے درخت مخصوص کرنے والوں پر آپ کی ناراضگی

بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت رسول کریم ﷺ سے صرف اسلحہ اور سامان لٹکانے کے لیے ایک درخت کو خاص کرنے کا سوال کیا تھا تو آپ بہت ناراض ہوئے۔

اس واقعہ کی تفصیل بخاری شریف میں یوں ہے کہ:

”حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جنگ حنین سے قبل آپ ﷺ کے ساتھ نکلے اور اس وقت ہم نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔

اور مشرکین نے اپنے ہتھیار اور سامان لٹکانے کے لیے ایک بیری کا درخت مخصوص کر رکھا تھا جسے وہ ذات انواط کہتے تھے، ان کی دیکھا دیکھی ہم بھی رسول اللہ ﷺ سے سوال کر بیٹھے کہ آپ ہمارے لیے بھی ان کی طرح ذات انواط مخصوص کر دیجیے۔ تو آپ نے فرمایا:

«اللَّهُ أَكْبَرُ هَذَا كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمُ الْهَتَّةَ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ لَنْ تَجُزُّنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ» ۱

”یہ تو ایسا ہی ہوا جیسے بنی اسرائیل نے کہا تھا کہ اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی الہ بنا دے جیسا کہ ان کے لیے الہ ہے، فرمایا تم جاہل قوم ہو۔ تم ضرور گزشتہ قوموں کے طریقے اپناؤ گے۔“

جب اسلحہ لٹکانے اور اس کے اردگرد بیٹھنے کے لیے درخت مخصوص کرنا، خدا کے ساتھ معبود ڈھہرانے کے مترادف ہو گیا تو قبر کے اردگرد طواف کرنے اور وہاں اعتکاف بیٹھنے اور اس کے وسیلے سے مانگنے کے متعلق کیا خیال ہے؟ حالانکہ وہ نہ اس درخت کی عبادت کرتے تھے نہ اس سے سوال کرتے تھے۔ کاش کہ اہل شرک و بدعت اس بات کا اندازہ لگا سکتے کہ قبر کا فتنہ درخت کے فتنے سے کہیں بڑھ کر ہے۔

۱۔ مستند احمد، ج: ۲، ص: ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ج: ۳، ص: ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷

قبر پرستی کے فردغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدمیریں

امام الکریم علیہ السلام کے مدرسہ فکر سے تعلق رکھنے والے کسی عالم کا ارشاد ہے کہ اے لوگو! اللہ تم پر رحمت فرمائے۔ جب تم کسی بیری یا درخت کو دیکھو کہ لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور وہاں شفاء طلب کرتے یا وہاں قوالی کرتے ہیں تو اس کو کاٹ دو کیونکہ وہ ذات انواط ہے۔ اگر کوئی دین اسلام کا سچا درر رکھنے والا، قرآن و حدیث کو بھی دیکھے اور آج کے مشرکین کے طرز عمل کو دیکھے تو جان لے گا کہ اس مذہب کے اسلاف کرام اور ان کے بڑے جانشینوں کے درمیان مشرق اور مغرب سے زیادہ فاصلہ ہے یعنی خیر القرون کے لوگوں کی راہ اور ہے اور ان کی راہ اور۔

وَ سَارَتْ مَشْرِقَةً وَ مَغْرِبًا  
شَتَانِ بَيْنَ مَشْرِقٍ وَ مَغْرِبٍ ۱

بخدا اب تو معاملہ پہلے سے بھی زیادہ خطرناک ہو گیا ہے۔

دین کے بگاڑ پر اسلاف کرام کی برہمی

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں گھر داخل ہوئے ام درداءؓ نے وجہ پوچھی۔ انھوں نے کہا میں لوگوں میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دین نہیں دیکھ رہا۔ ہاں اتنا ہے کہ وہ سب مل کر نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت امام مالک علیہ السلام، اپنی کتاب مؤطا میں اپنے چچا ابو سہیل سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے باپ مالک نے فرمایا:

”میں لوگوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والے اعمال نہیں دیکھتا۔ البتہ نماز کی اذان ان کی طرح پڑھتے ہیں۔“

حضرت امام زہری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں دمشق میں حضرت انسؓ کے پاس گیا ۱۔ ”کہ میں کس طرح اپنی محبوبہ کو مل سکتا ہوں جب کہ وہ مشرق کو چلی گئی اور میں اسے مغرب میں تلاش کرتا رہا۔ اعجازہ کا ذکر مشرق مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔“

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

تو وہ رو رہے تھے۔ میں نے وجہ پوچھی تو بولے کہ دین کے امور میں سوائے نماز کے کوئی چیز نظر نہیں آ رہی اور افسوس کہ وہ بھی ضائع ہو رہی ہے۔  
دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو کچھ میں آنحضور ﷺ کے وقت دیکھتا رہا، آج اسے بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

(سید الاصفیاء) حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے اگر آج حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے تو ہمارے طور طریقوں پر ناراض ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت غصے ہوئے اور فرمایا:

”جن چیزوں پر تم عمل کر رہے ہو وہ ان میں کس کے متعلق شناسا ہیں؟“

حضرت مبارک بن فضالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نماز جمعہ کے بعد رو رہے تھے جب ان سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو فرمانے لگے، تم مجھے رونے پر ملامت کرتے ہو اگر مہاجرین رضی اللہ عنہم میں سے کوئی یہاں آ کر جھانک لے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کوئی چیز نہ دیکھے الا یہ کہ قبلہ وہی ہے۔

اسی عظیم فتنے کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تمہیں ایک ایسا فتنہ (بدعت) ڈھانپ لے گا جس میں جوان بوڑھا ہو جائے گا اور بچہ جوان ہو جائے گا۔ وہ فتنہ (بدعت) لوگوں میں رواج پکڑ جائے گا اور لوگ اسے سنت سمجھیں گے اور جب اسے بدلا جائے گا تو شور و غل ہو گا کہ سنت تبدیل کی جا رہی ہے۔<sup>۱</sup>

یعنی لوگ بدعات کو دین میں شمار کرنے لگ جائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مندرجہ بالا فرمان اس بات کی دلیل ہے کہ جب عمل سنت کے خلاف

<sup>۱</sup> آج کے دور میں برصغیر میں لاقین سے عمل خود ساختہ مدد کیا جاتا ہے اور عرس، ختم، بچا، ساتا، چالیسوں جیسی ہندو رسم کو قرآن سے ثابت کیا جا رہا ہے اور لوگ انہیں کائنات کی سنت سمجھ رہے ہیں۔ اگر کوئی اس کا انکار کرتا ہے تو کہتے ہیں یہ سنت کا منکر ہے۔

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

ہو جائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی وہ قابل توجہ ہے کیونکہ خلاف سنت اعمال کا آغاز حضرت انس اور ابو دردائغؓ کے دور سے ہی شروع ہو چکا تھا۔

ابو العباس احمد بن یحییٰ، محمد عبیدؓ سے اور وہ عبد اللہ بن اسحاقؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن حسن ہاشمیؓ، اکثر امام ربیعہؓ کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دن وہ سنتوں کا تذکرہ کر رہے تھے تو مجلس میں کسی نے کہہ دیا اس پر عمل نہیں ہے تو حضرت سیدنا عبد اللہ بن حسنؓ نے فرمایا:

”تمہارا کیا خیال ہے اگر جاہلوں کی کثرت ہو جائے اور وہ حاکم بن جائیں تو وہ سنت رسول ﷺ پر حجت ہوں گے؟ یعنی ان کی بات وحی بن جائے گی؟ اس پر امام ربیعہؓ نے فرمایا:

”میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ انبیاء علیہم السلام کے بیٹوں کا کلام ہے۔“ ۱

### غیور مومنین کو مشرکین کے طعنے

ابلیس لعین کا ایک طریقہ واردات یہ بھی ہے کہ وہ مشرکوں سے ایک بہت بڑا آستانہ بنواتا ہے اور لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں پھر اسے پوجا جانے والا بت بنا دیتا ہے پھر اپنے ساتھیوں (آستانے کے پجاریوں) کی طرف وحی کرتا ہے کہ ”جو کوئی مسلمان، اس کی پرستش سے روکتا ہے اور یہاں عرس منعقد کرنے کی مخالفت کرتا ہے وہ اس بزرگ کا گستاخ ہے اور اس کا حق تعظیم غصب کرتا ہے“ پھر مشرکین اس کے درپے آزار ہو جاتے ہیں اور اسے کافر کہنے لگتے ہیں اور اس کے قتل کی تدبیریں کرتے ہیں۔

مشرکوں کے نزدیک، اس کا گناہ یہی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے پیارے

۱۔ اصل کتاب میں آگے چند صفحات پر انصاف اور انزالام کی تشریح کی گئی ہے اور اس میں تقریباً وہی باتیں درہائی گئی ہیں جو گزشتہ صفحات میں ہو چکی ہیں اس لیے ہم نے انہیں یہاں فرمائلیٹ نہیں کیا۔

قبر پرستی کے فردغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تہمیریں

رسول ﷺ کے احکام کی تبلیغ کرتا ہے اور ان کی منع کردہ چیزوں سے روکتا ہے کہ قبر کو بت کی طرح نہ پوجو، اور اس پر عرس نہ لگاؤ، یہاں نہ چراغ جلاؤ اور نہ اس جگہ مسجدیں تعمیر کرو۔ اسے چونا گچ کرو نہ یہاں قبے بناؤ۔ نہ اس کا استسلاام کرو نہ اسے بوسہ دو۔ نہ اسے پکارو نہ اس کے وسیلے سے دعا مانگو اور یہاں فریاد رسی اور مشکل کشائی کی دھانیاں نہ دو۔

..... کیونکہ قرآن و حدیث کا سرسری مطالعہ کرنے والا مسلمان بھی جانتا ہے کہ مشرکین کے طور طریقے اس مقصد کا الٹ ہیں جس کے لیے اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث کیا۔ انبیاء کی بعثت کا مقصد صرف یہی تھا کہ عبادات صرف اللہ کے لیے خالص رکھی جائیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کیا جائے۔

توحید الہی سے والہانہ محبت رکھنے والا درد مند مسلمان جب مشرکانہ عقائد اور اعمال کی تردید کرتا ہے تو مشرکین غیظ و غضب میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان کے دلوں میں آگ بھڑکتی ہے اور وہ الزام لگاتے ہیں کہ:

اس نے عالی مقام بزرگوں کی توہین کی ہے، یہ بزرگوں کا منکر ہے۔ (جاہلوں نے تو یہ بات کہنی ہی تھی) کیونکہ شرک ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے۔

(البتہ افسوس تو ان علماء پر ہے جو منبر و محراب کے وارث ہو کر بھی جاہلوں کی جہالت کے حق میں دلائل دیتے ہیں) اور توحید الہی کی تبلیغ کرنے والوں سے عداوت رکھتے ہیں اور ان پر کئی طرح کے بہتان لگاتے ہیں اور لوگوں کو ان سے متنفر کرنے کی غرض سے کہتے ہیں کہ: ("ان کے قریب نہ بیٹھنا، ان کی بات نہ سننا")

اور مشرکوں سے محبت کی پینگیں بڑھاتے ہیں (محض اس لیے کہ وہ ان کا دوزخ (پیٹ) بھرتے رہتے ہیں) اور سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ کے ولی اور اس کے رسول ﷺ کے عاشق اور دین کے مددگار ہیں۔ جب کہ اللہ رب العزت، ان کے زعم کا رد کرتا



قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

ہے اور فرماتا ہے:

”کہ یہ ولی نہیں ہیں بلکہ اللہ کے ولی صرف اور صرف اسکے فرمانبردار ہیں جو شریعت کے مرتبہ کو پہچانتے ہیں اور اس کی تبلیغ کرتے ہیں اور وہ لوگ اللہ کے ولی کیسے ہو سکتے ہیں جو لوگوں کو سنت رسول ﷺ سے روکتے ہیں (اور محمدی سلسلے کے مقابلے میں دوسرے سلسلوں کو ترجیح دیتے ہیں) اور کجی تلاش کرتے ہیں اور دین داری کا بہروپ دھارتے ہیں (حقیقت میں دنیاوی منصب و مال کے حریص ہیں)

اور زبانی کلامی دین داری کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نیکی کر رہے ہیں۔

### داعیان توحید و سنت کی تسکین و تسلی

اے سالکان صراطِ مستقیم یعنی انبیاء و رسل اور صدیقین و شہداء کے راستہ

پر چلنے والو!

یہ نہ سمجھنا کہ قبروں کو بت یا آستانہ بنانے اور وہاں عبادت گاہ بنانے سے روکنا گستاخی ہے اور یہ بھی نہ سمجھنا کہ وہاں مساجد تعمیر کرنے سے روکنا اور ان پر چراغ جلانے سے منع کرنا اور ان کی طرف تبرک کی غرض سے سفر کرنے کی مخالفت کرنا بے ادبی ہے اور یہ بات کبھی ذہن میں نہ لانا کہ ان کے نام پر نذر و نیاز دینے سے روکنا اور وہاں پیشانی رگڑنے سے منع کرنا ان کی توہین ہے گو مشرکین اسے بے ادبی اور گستاخی ہی سمجھیں۔

بلکہ مشرکانہ افعال سے روکنا، بزرگوں کی عین تعظیم اور ان کا اکرام و احترام ہے اور ان کے پسندیدہ عقائد و اعمال کی پیروی ان کی نفرت کردہ بدعات وستیات سے بچنا ہے۔ واللہ! تم ان کے سچے عقیدت مند اور دوست ہو اور ان کے راستے پر چلنے والے ہو۔

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

### بزرگان دین کے نادان پجاری ان کے حقیقی دشمن ہیں

اصل میں بزرگان دین کے بدترین دشمن ان کے یہی نادان دوست اور پجاری ہیں جو ان کی سیدھی راہ سے نفرت کرتے ہیں اور ان کی پوجا پاٹ پر دل و جان سے فدا ہیں اور ان کے بتائے ہوئے راستے سے کوسوں دور ہیں مثلاً:

✪ عیسائیوں کو دیکھو، وہ حضرت عیسیٰ ﷺ کی تعلیمات کے دشمن ہیں۔ البتہ ان کی تصویر کو گرجوں میں پوجتے ہیں

✪ یہودیوں کو دیکھو جو حضرت موسیٰ ﷺ کی بات بات پر کیڑے نکالتے ہیں اور ان کے نام پر فخر کرتے ہیں۔

✪ رافضیوں کو دیکھو، وہ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام دن رات چپتے ہیں اور ان کی تعلیمات کے دشمن ہیں۔

بالفرض اگر آج یہ بزرگ دنیا میں آجائیں، اپنے پیروؤں کو اس کام سے روکیں اور توحید و سنت پر چلنے کی تلقین کریں تو یہ لوگ انہیں بزرگوں کا گستاخ قرار دے کر تلواروں سے ان پر حملہ کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔ مشرکوں کے مقابلہ میں اہل توحید، بزرگوں کے اصل حقدار ہیں کیونکہ مومن مرد اور عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے والی اور وارث ہیں اور منافق مرد اور عورتیں باہم دوست اور تعلق دار ہیں۔<sup>۱</sup>

یقین چاہیے کہ جن لوگوں کے دلوں میں بدعات سے پیار پیدا ہو جاتا ہے وہ سنت رسول ﷺ کے دشمن بن جاتے ہیں اگر آپ چشم دید مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں تو آستانوں کے گرد متکلف حضرات کو دیکھیں۔ یہ لوگ، قبروں میں مدفون بزرگوں کی ہدایات اور طریقے سے منہ موڑ کر اور ان کے ارشادات اور دعوت کو بھلا کر، ان کی

۱۔ جس طرح کہ مشرکین کہ اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جانشین سمجھتے اور ان کی عقیدت کا دم بھرتے تھے تو اللہ نے فرمایا تم مشرکین کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا تعلق، اس کے حق دار تو یہ نبی اور مومن ہیں۔

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

قبروں سے مشغول ہیں۔

..... حالانکہ انبیاء اور نیک بزرگوں کی محبت اور تعظیم اس بات میں ہے کہ ان کی قبروں پر عبادت کرنے اور وہاں عرس کرنے کی بجائے، ان کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور ان کی سیرت کی پیروی کی جائے اور اس راستے پر چلا جائے جس پر وہ چلتے رہے (نہ کہ ان کے نام پر جدید سلسلے گھڑے جائیں کہ یہ قادری ہے، یہ رفاہی ہے)..... کیونکہ جو آج ان کے نقش قدم پر چلے گا اور لوگوں کو انکی خالص تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دے گا، وہ اس عمل کی وجہ سے قیامت کے دن بزرگوں کے لیے کثرت اجرت کا سبب بنے گا (اور بزرگوں کے درجات بلند ہوں گے)..... اور جو شخص ان کی سچی تعلیم سے سرد مہری کرے گا اور اس کے الٹ چلے گا وہ خود بھی ثواب سے محروم رہے گا اور بزرگوں کو بھی محروم رکھے گا بتاؤ اس میں ان کی تعظیم کہاں رہی اور احترام کہا گیا؟

اکثر لوگ اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی پسندیدہ اور مشروع سنتوں کے مقابلے میں خود ساختہ بدعات پر اس لیے عمل پیرا ہیں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی فرض کی ہوئی عبادت کو یا تو کھلی طور پر ترک کر رکھا ہے یا جزوی طور۔ اگرچہ وہ ظاہری صورت پر عمل پیرا ہیں مگر حقیقت کھو چکے ہیں ورنہ جو شخص نماز کے پاکیزہ کلمات کے معنی و مفہوم پر غور کرے اور عمل صالح پر مشتمل حقائق کو جانتے ہوئے توجہ سے اسے ادا کرے تو وہ نماز، اسے شرک سے روکے گی اور جو کوئی اس حقیقت میں کمی کرے اس کے عقیدے اور عمل میں شرک اور بدعت کا عنصر داخل ہو جائے گا۔<sup>۱</sup>

۱۔ مثلاً سورۃ فاتحہ اور حمد کے کلمات پر غور کرنے والا کس طرح شرک کرے گا جزاہنی زبانی اقرار کرتا ہے: ﴿إِنَّمَا كُنَّا لَكَ دَاعِبِينَ﴾ کہ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں اور تشہد میں یہ کلمات پڑھتا ہے: ﴿التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالطَّلِيَّاتُ﴾ کہ اے اللہ ہر قسم کی قلبی عبادت (مثلاً دعا، وظائف، حاجت روائی اور مشکل کشائی کی دعائیاں) اور بدنی عبادت (مثلاً نماز، روزہ، حج، طواف وغیرہ) اور مالی عبادت مثلاً زکوٰۃ صدقات، نمازیں وغیرہ (صرف تیرے ہی لائق ہیں۔ [مترجم])

اور جو شخص حضور قلب سے کلام اللہ کو سنے گا اور اس کے مفہوم پر غور کرے گا، وہ شیطانی گیت اور قوالی وغیرہ سے نفرت کرے گا۔ کیونکہ یہ چیزیں تلاوت قرآن اور نماز سے روکتی ہیں اور دل میں نفاق پیدا کرتی ہیں۔ اس طرح جو شخص کتاب اللہ اور کلام رسول ﷺ پر دل و جان سے فدا ہے اور کتاب و سنت سے نور حاصل کرتا ہے وہ گمراہ صوفیوں کے بے ہودہ اقوال اور طہودوں اور جدت پسندوں کے خود ساختہ نظریات اور فلاسفہ کے تخیلات سے نفرت کرے گا اور ان کے خیالات اور خرافات کو ان کے منہ پر دے مارے گا اور جو شخص جتنا ہی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو پس پشت ڈالے گا وہ اتنا ہی گمراہی میں مبتلا ہوگا اور اس چیز میں پھنس جائے گا جو اس کے لیے قطعاً مفید نہیں ہے۔

اور اس طرح جس شخص کے دل میں اللہ کی محبت ہوگی اور ذکر الہی سے اسے سکون ملے گا اور وہ خشیت الہی اور توکل علی اللہ سے معمور ہوگا وہ غیر کی محبت اور تصویروں کے عشق سے بے نیاز ہوگا۔

اور جب کوئی انسان محبت الہی سے خالی ہوگا اور ذکر و تلاوت سے منہ موڑے گا، وہ اپنی خواہشات کا بندہ بن جائے گا اور اپنی پسند کردہ چیز کو اپنا مالک اور معبود بنا لے گا۔ (خلاصہ یہ ہے) کہ توحید سے چلنے والا مشرک ہے خواہ مانے یا نہ مانے اور سنت رسول ﷺ سے پر خاش رکھنے والا بدعتی ہے، مانے یا نہ مانے اور یاد الہی اور اللہ کی محبت سے خالی انسان، مورتوں کا بندہ ہے اقرار کرے، خواہ انکار کرے۔

والله المستعان و عليه التكلان و لا حول و لا قوة الا بالله العلي العظيم

## آستانوں کی پرستش کا اصل سبب

اگر سوال کیا جائے کہ قبر پرستوں کو کس چیز نے اس ضلالت میں پھانسا ہے؟ حالانکہ ان میں مدون بزرگ، نہ نفع کے مالک ہیں نہ نقصان کے اور نہ موت اور زندگی کے اور نہ جی اٹھنے کے؟

تو جواب یہ ہے کہ انہیں بہت سی چیزوں نے گمراہ کر رکھا ہے مثلاً:

۱] اس حقیقت سے بے خبری کہ اللہ نے اپنے رسولوں کو شرک اور اس کے اسباب مٹانے کے لیے مبعوث فرمایا اور توحید الہی کو لوگوں کے دلوں میں راسخ کرنے کے لیے بھیجا۔

مشرکین کا حصہ اس حقیقت میں بہت کم ہے اور شیطان رجیم نے جب انھیں دعوت دی تو ان کے پاس اس کی دعوت کو رد کرنے کے لیے علم نہیں تھا تو انھوں نے اپنی جہالت کے مطابق اس کی باتوں کو قبول کر لیا اور صرف اتنا ہی بچ سکے، جتنا ان کے پاس علم تھا۔

۲] دوسرا سبب وہ جھوٹی روایات ہیں جو علماء سوء نے بت پرستوں کی تقلید میں از خود گھڑ لیں اور ان کی نسبت حضرت رسول کریم ﷺ کی طرف کردی تاکہ

اس طرح رسول اللہ ﷺ کے دین توحید کو ناکام کر دیں مثلاً

«إِذَا أَعْتَبْتُمْ الْأُمُورَ فَعَلَيْكُمْ بِأَصْحَابِ الْقُبُورِ» ۱

”کہ جب تمہیں مشکل درپیش ہو تو اصحاب قبور کے پاس جایا کرو۔“

«لَوْ أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ ظَنَّهُ بِحَجَرٍ نَفَعَهُ» ۲

”اگر کوئی پتھر پر بھی یقین کرے تو وہ اسے نفع دے گا۔“

۱۔ یہ روایت مرفوع ہے دیکھیے: مسودۃ الاحادیث المرفوعة۔ امام ابن تیمیہ نے بھی مجموعہ التلای میں اس کا رد ذکر کیا ہے۔

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اس طرح کی اور بھی بہت سی جھوٹی روایات ہیں جو مشرکین نے اللہ کے پسندیدہ دین کو ناکام کرنے کے لیے گھڑی ہیں اور جاہلوں نے انہیں سچ خیال کیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو اس لیے بھیجا ہے کہ پتھروں پر یقین کرنے والوں کو ہلاک کیا جائے اور لوگوں کو قبروں کی پوجا سے روکا جائے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

۴ تیسرا سبب وہ حکایات ہیں جو آستانوں کے گدی نشینوں اور وہاں مفت میں پلنے والے سانڈوں (ملٹکوں) نے پھیلائی ہیں کہ فلاں آدمی کو مشکل پیش آئی تو اس نے فلاں بزرگ کے آستانے پر مدد طلب کی تو اس کی خلاصی ہو گئی اور فلاں شخص نے اس کے وسیلے سے دعا کی تو وہ پوری ہوئی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ان مجاوروں اور گدی نشینوں کے پاس اس جیسی بے شمار جھوٹی حکایات ہیں جو حد شمار سے باہر ہیں۔

اور یہ لوگ، زندہ انسانوں اور فوت شدہ بزرگوں کے متعلق جھوٹ بولنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ جب کبھی سنتے ہیں کہ فلاں قبر تریاق ہے تو حاجات پوری کرانے اور مشکلات حل کرانے کے لیے کشاں کشاں چلتے ہیں۔

### شیطان لعین کی ہوشربا تدبیر

انسان کا ازلی دشمن ابلیس لعین، کمال درجے کی مکاری سے انسان کو قبر کے پاس دعا مانگنے کی دعوت دیتا ہے تو بندہ وہاں عاجزی اور انکساری سے دعا مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبر کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لیے قبول کرتا ہے کہ وہ گڑگڑا کر تہہ دل سے مانگ رہا ہے۔ اگر وہ اس طریقے سے اللہ تعالیٰ کو میکدے یا حمام یا بازار میں بھی پکارے تو وہ ضرور دعا قبول کرے گا مگر جاہل آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اس کی دعا کی قبولیت

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

میں قبر کی تاثیر کو بڑا دخل ہے۔

حالانکہ اللہ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ، لا چار اور مضطر آدمی کی دعا ضرور قبول کرتا ہے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿ كَلَّا نَمِدُّ هُوَآءًا وَ هُوَآءٍ مِّنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَ مَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ

مَحْظُورًا ﴾ [نہی اسرائیل: ۲۰۰]

”اور ہم ہر ایک کی فریاد رسی کرتے ہیں، ان کی بھی اور ان کی بھی، تیرے رب

کی عطا اور تیرے رب کا فضل کسی پر بند نہیں۔“

اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمن نے دعا مانگی تھی۔

﴿ وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ ﴾ [البقرہ: ۱۲۶]

”کہ اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے رزق دے جو ان میں اللہ اور آخرت پر

ایمان لائے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ مَنْ كَفَرَ فَأُمْتِعْهُ قَلِيلًا ثُمَّ اضْطَرْهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَ بئْسَ

الْمَصِيرُ ﴾ [البقرہ: ۱۲۶]

”اور جو کوئی کفر کرے گا، میں اسے تھوڑا فائدہ دوں گا، پھر اسے آگ کے

عذاب کی طرف دھکیل دوں گا اور وہ برا ٹھکانا ہے۔“

اور پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کی دعا سن لے، اس سے راضی بھی ہو

ہو۔ بلکہ وہ اس سے محبت کرتا ہے نہ اس کے فعل سے راضی ہوتا ہے۔ تفصیل اس

اجمال کی یہ ہے کہ اللہ رب العالمین، ہر نیک اور بد، مومن اور کافر کی دعا سنتا ہے اور

بہت سے لوگ دعا مانگنے میں زیادتی بھی کرتے ہیں اور شرط بھی لگاتے ہیں اور بعض

دفعہ ناجائز چیزیں بھی مانگتے ہیں پھر بھی ان کے مقصد کا پورا یا بعض حصہ مل جاتا ہے تو

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

وہ سمجھتا ہے کہ میرا یہ عمل اللہ کو پسند ہے۔

حالانکہ یہ شخص ایسے آدمی کی طرح ہے جسے اللہ نے (باوجود اس کے کفر و فسق کے) مال اور بیٹوں سے نوازا ہو اور اسے مہلت دے رکھی ہو اور وہ سمجھتا ہو کہ اللہ، اسے خیر سے نوازا رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

﴿ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ [الانعام: ۴۴]

”جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔“

چنانچہ بعض دفعہ، دعا عبادت بن جاتی ہے اور مانگنے والے کو ثواب ملتا ہے اور کبھی سوال بن جاتی ہے اور حاجت پوری ہو جاتی ہے لیکن اس پر مضربھی ہوتی ہے وہ اس طرح کہ یا تو آدمی کا درجہ کم ہو گا یا جتنا کچھ اللہ اسے دے گا، اتنا اسے عذاب دے گا اور بعض دفعہ آدمی اللہ کی حدود کو توڑتا ہے اور اس کا حق ضائع کرتا ہے پھر بھی دعا قبول ہوتی ہے لیکن اسے عذاب بھی ہوگا۔

**شُرک اکبر تک پہنچانے والے شیطانی زینے**

پہلا زینہ:

شیطان لعین بڑی مکاری سے قبر کے پاس دعا مانگنے کو افضل بتاتا ہے اور آدمی کے دل میں اس اعتقاد کو پختہ کر دیتا ہے کہ قبر کے پاس دعا مانگنا، گھر اور مسجد اور سحری کے وقت دعا کرنے سے افضل ہے۔

دوسرا زینہ:

یہ ہے کہ لعین مردود اس بات کا وسوسہ ڈالتا ہے کہ اس قبر والے کے وسیلے سے دعا مانگی جائے اور اللہ پر اس کے نام کی قسم ڈالی جائے اور یہ مقام پہلے مقام



شیطان کی ہوشربا تدبیریں

قبر پرستی کے فروغ کے لیے

سے خطرناک ہے کیونکہ اللہ ذوالجلال والاکرام کی شان اس سے بلند ہے کہ اس پر مخلوق کی قسم ڈالی جائے یا اس کی مخلوق کے نام سے سوال کیا جائے۔ ائمہ کرام نے اس کی تردید کی ہے۔ مثلاً

**مروّجہ وسیلہ کی تردید میں بزرگانِ حنفیہ کے فرمودات**

امام ابو الحسن قدوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”شرح الکرخی“ کے ”باب الکراہۃ“ میں لکھتے ہیں کہ:

بشر بن ولید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میں نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَدْعُوَ اللَّهَ إِلَّا بِهِ“

”کہ کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ دعا کرے اللہ سے مگر اسی کے نام کے ساتھ ہی۔“

نیز فرمایا کہ میں اس بات کو بھی مکروہ سمجھتا ہوں کہ کوئی آدمی یہ کہے:

”أَسْأَلُكَ بِمَقْعَدِ الْعَرْشِ مِنْ عَرْشِكَ“

”کہ میں اس وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ تو عرش پر عزت کے مقام پر جلوہ افروز ہے۔“

نیز فرمایا کہ میں اس بات کو بھی مکروہ سمجھتا ہوں کہ آدمی دعا میں یوں کہے:

”بِحَقِّ فُلَانٍ وَبِحَقِّ أَنْبِيَائِكَ وَرُسُلِكَ وَبِحَقِّ أَيْبَتِ الْحَرَامِ“

”اے اللہ میں تجھ سے فلاں کے واسطے اور تیرے نبیوں اور رسولوں کے وسیلے

سے سوال کرتا ہوں اور بیت اللہ کے طفیل مانگتا ہوں۔“

۱۔ ان کا پورا نام ابو الحسن احمد بن محمد حنفی ہے یہ قدحی کے شہرہ آفاق امام ہیں یہ ۲۳۸ھ یعنی پانچویں صدی کی ابتدائی

عشروں میں فوت ہوئے دیکھئے۔ الطبقات السنیہ فی تراجم الحنفیہ، ج: ۲، ص: ۲۳۵

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

ابو الحسن قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ غیر اللہ کے نام کے ساتھ سوال کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ اللہ پر کسی کا کیا بار (احسان) ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کا مخلوق پر (احسان) حق ہے لیکن بمقعد العز کو ابو حنیفہ نے منع اور ابو یوسف نے جائز کہا ہے۔

اور سید الانبیاء سے مروی ہے کہ آپ نے بِمَقْعَدِ الْعِزِّ مِنْ عَرَشِكَ کے الفاظ سے دعا مانگی ہے کیونکہ اس میں اللہ کی قدرت اور عظمت کا بیان ہے گویا اس نے اللہ کی صفت کے ساتھ سوال کیا۔

الدر المختار کی شرح میں ابن بُلْدَجِی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ پر اس کی صفات اور اسماء کے علاوہ کسی کا حق ڈال کر سوال کرنا منع ہے۔ اس لیے کسی آدمی کو یوں نہیں کہنا چاہیے۔

”أَسْأَلُكَ بِفُلَانٍ أَوْ بِمَلَأَيْكَ أَوْ بِأَنْبِيَائِكَ“

”کیونکہ مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں البتہ ابو یوسف نے:

”أَسْأَلُكَ بِمَقْعَدِ الْعِزِّ مِنْ عَرَشِكَ“

کو جائز کہا ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ کہا ہے۔

اور مکروہ کے لفظ سے امام محمد حرام مراد لیتے ہیں اور امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف

”أقرب الی الحرام“ مراد لیتے ہیں۔

امام ابو محمد بن عبد السلام کے فتاویٰ میں ہے کہ اللہ پر اس کی مخلوق کے واسطے

ڈال کر دعا نہیں مانگنا چاہیے۔ نہ نبیوں کے نہ کسی اور کے۔

البتہ انھوں نے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں توقف کیا ہے

کیونکہ ان کے خیال میں ایک حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں اگرچہ اس کی سند کی صحت

معلوم نہیں۔<sup>۱</sup>

۱۔ جب یہ حدیث ہی صحیح نہیں تو اس سے استدلال کیونکر صحیح ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ڈال کر دعا کرنا

سنت اور تعامل صحابہ اور تابعین کے خلاف ہے۔ [مترجم]

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

تیسرا زینہ:

جب ابلیس مردود انسان کے دل میں اس اعتقاد کو پکا کر دیتا ہے کہ اللہ مالک الملک کو کسی مخلوق کی قسم دینا اور اس کے ساتھ دعا کرنا تعظیم اور احترام میں زیادہ ہے اور یہ کہ کسی کا واسطہ یا وسیلہ ڈالنے سے دعا زیادہ قبول ہوتی ہے تو اسے تیسرے زینے پر چڑھا دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی پھر اسی سے ہی مانگنا شروع کر دیتا ہے (یعنی کہتا ہے اے بزرگ میری تیرے آگے اور تیری دھردر گاہ)

چوتھا زینہ:

یہ ہے کہ شیطان مردود، آدمی کا قدم کچھ آگے بڑھا دیتا ہے اور اسے دوسرے دیتا ہے کہ وہ یہاں قبہ تعمیر کرے اور اس پر اعتکاف کرے اور یہاں پر چراغ روشن کرے اور اس پر پردے لٹکائے اور وہاں مسجد تعمیر کرے اور اس کو سجدہ کرے اور اس قبر کا طواف کرے بلکہ اس کا حج کرے اور وہاں نیاز کے طور پر جانور ذبح کرے۔

پانچواں زینہ:

یہ ہے کہ وہ ایک قدم اور آگے بڑھا دیتا ہے کہ آدمی خود بھی اس کی پرستش کرتا ہے اور دوسروں کو بھی دعوت دیتا ہے کہ اس کے عرس اور میلے میں شریک ہونا دنیا اور آخرت کے لیے نفع مند ہے۔

### آستانوں پر کی جانے والی منکرات کے درجات

ہمارے شیخ امام ابو العباس ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ قبروں پر کیے جانے والے امور کے کئی درجات ہیں۔ مثلاً:

① سب سے بدترین کام یہ ہے کہ قبر والوں سے فریاد کی جائے اور اس کے نام کی دھائی دی جائے۔ جیسا کہ اکثر لوگ کرتے ہیں۔ آپ نے مزید فرمایا

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

کہ قبر والوں سے فریاد کرنے والے بھی بت پرستوں کی جنس سے ہیں اور جس طرح شیطانت پرستوں کو شیطان نظر آتا ہے، اسی طرح کبھی کبھی قبر پرستوں کو بھی بزرگ کی شکل شیطان میں نظر آتا ہے۔ اور یہ بات مشرکین اور ہل کتاب کے مشرکوں کو بھی حاصل ہے کہ وہ جب اپنے معظّم بزرگ کو پکارتے ہیں تو شیطان بزرگ کا روپ دھار کر آتا ہے اور بعض امور

### شیطان کی حیرت ناک شیطنت

پنجاب کے مشہور بزرگ مولانا امی الدین لکھنوی نے مجھے صوفی عبداللہ بانی مدرسہ تعلیم الاسلام ماموں کالج کا واقعہ سنایا جو خود انھوں نے حضرت صوفی صاحب سے سنا کہ صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ میں مدرسہ کی تعمیر کے سلسلے میں چندے کے لیے شریکوہ گیا۔ رات مہاں شیر محمد شریکوہی کے ہاں گزارا۔ انھوں نے کہا عبداللہ تو وہابی ہے ورنہ میں تجھے دیکھتا۔ اس کے پڑھنے سے دولت تیرے قدموں میں ہوتی لیکن تو نے وہ دیکھ کر نہ ہی نہیں میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا یا عبدالقادر جیلانی حفظہ اللہ۔ میں نے اسے شریکوہ ورد کہہ کر انکار کر دیا پھر اس نے کہا کہ میں جب کبھی لاہور جاتا ہوں تو دادا صاحب مجھے راوی ہل پر لٹے آتے ہیں میں نے کہا اگر مجھے دکھادیں تو مان جاؤں گا۔ خیر ہم مہرہ بیان کر کے عمری کے وقت پھول چل دیے۔ جب ہم راوی ہل پر پہنچے تو ایک بزرگ چند پہننے نظر آیا جو ہماری طرف بڑھ رہا تھا۔ میں پریشان ہو گیا۔ یہاں حمزوی دور اس کی ٹوپی پر دادا صاحب علی بن عثمان جھویری لکھا ہوا نظر آیا میں نے سوچا کہ خدا خواستہ بات صحیح نہ ہو۔ حتیٰ کہ وہ خوب شیر محمد سے معاف کرنے لگا۔ میں نے پیچھے سے لا حول و لا قوا الا باللہ۔ امد باللہ من شیطان الرجیم پڑھا تو اس بزرگ صورت شیطان کا گورڈ نکل گیا اور خوب صاحب کے بازوؤں میں کوئی چیز نہ رہی تو وہ پیچھے مڑ کے کہنے لگے یہ کوئی شیطان تھا جو تو نے لا حول پڑھا۔ میں نے کہا اگر شیطان نہ ہوتا تو کھڑا رہتا۔ شیطان تھا تو لا حول سنتے ہی گوز مار کر بھاگ گیا۔

اس واقعہ سے ملتا جلتا واقعہ سید جمال الدین بخاری اربع شریف والے کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حج بیت اللہ سے واپس آیا تو مجھے خربلی کے گھلاں پہاڑ کے دامن میں ایک فقیر صاحب آئے ہیں جو نماز نہیں پڑھتے لیکن دعویٰ کرتے ہیں کہ میرے پاس جبرائیل آتے ہیں مجھے جنتی کھانے کھلاتے ہیں۔ میں اس کے پاس گیا وہ وہاں اس کے معتقدین کا اتنا جھوم تھا کہ اس کے پاس پہنچنا دشوار ہو گیا خیر میں جوں توں کر کے وہاں پہنچا تو اس سے پوچھا کہ تو نماز کیوں نہیں پڑھتا وہ کہنے لگا میرے پاس حضرت جبرائیل آتے ہیں اور مجھے جنتی کھانا پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تجھے نماز معاف ہے۔ میں نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے نماز تو حضرت رسول اللہ ﷺ کو معاف نہ تھی اور مجھے تو جبرائیل فرشتہ کہتا ہے وہ شیطان ہے اور جو کھانا تجھے کھلاتا ہے وہ غلط ہے۔ اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے میں نے کہا اچھا جب تیرے پاس کھانا لائے تو لا حول پڑھا جب میں دوسرے دن گیا تو وہ فقیر میرے قدموں پر گرا اور رونے لگا میں نے وہ دیکھ ہی تو اس نے بتایا کہ میں نے آپ کے کہنے پر اس کی آمد کے وقت لا حول پڑھا تو وہ صاحب ہو گیا اور جو کھانا لایا تھا وہ غلط تھا جو میرے پکڑوں پر گرا میرے کپڑے پلید ہو گئے۔ بحوالہ بزم (الدر معصوم) بزم رنڈ کی جی کہاں کیا۔ (بحوالہ لہر معصوم)

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

کے متعلق بات کر جاتا ہے، بہر حال! قبر کو سجدہ کرنا اور اس کا مسح کرنا یا اسے چومنا بھی بدترین کام ہے۔

① دوسرے درجے کا برا کام یہ ہے کہ انسان، اللہ تعالیٰ سے میت کا واسطہ ڈال کر سوال کرے اور اکثر متاخرین ایسا کرتے ہیں اور یہ بات بالاتفاق بدعت ہے۔

② تیسرے درجے کا بُرا کام یہ ہے کہ میت سے براہ راست حاجت روائی اور مشکل کشائی کی دعا کی جائے۔

③ چوتھے درجے کا گھناؤنا کام یہ ہے کہ انسان یہ سمجھے کہ قبر کے پاس دعا مانگنا، مسجد میں دعا مانگنے سے افضل ہے اور طلب مراد کے لیے اس کا قصد کرنا اور اس کے پاس نماز پڑھنا زیادہ کارگر ہے۔ یہ کام بھی بالاتفاق منکر اور حرام ہے اور مجھے آج تک معلوم نہیں ہو سکتا کہ کسی عالم نے ایسا کیا ہو ہاں البتہ متاخرین (ناخلف جانشین) ایسا کرتے ہیں اور کچھ لوگ تو یہ کہتے بھی سنے گئے ہیں کہ فلاں قبر مجرب تریاق ہے اور کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر اپنے لیے دعا مانگتے تھے حالانکہ یہ صاف جھوٹ ہے۔

### مؤحدین اور مشرکین کے طریقہ زیارت قبور میں فرق

توحید پرستوں کے زیارت قبور سے تین مقاصد ہوتے ہیں:

پہلا مقصد:

آخرت کی یاد اور دنیاوی شان و شوکت رکھنے والوں کے انجام سے عبرت اور نصیحت حاصل کرنا۔ محبوب رب العالمین سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«رُؤُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمْ الْآخِرَةَ» ۱

۱۔ حال مذکور

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

”کہ قبرستان کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ تمہیں آخرت یاد دلائے گی۔“

دوسرا مقصد:

میت کے ساتھ نیکی اور احسان۔ جس طرح زندہ انسان سے طویل عرصہ تک بے اعتنائی اور لاپرواہی برتی جائے تو وہ بھول جاتا ہے اس طرح میت کی قبر سے بے اعتنائی برتی جائے تو وہ بھی ذہن سے محو ہو جاتی ہے۔

جس طرح زندہ دوست اور عزیز سے مل کر فرحت حاصل ہوتی ہے اس طرح فوت شدہ کو زندہ انسان کی دعا اور صدقہ یا نیکی کے ہدیے سے خوشی ہوتی ہے کیونکہ فوت شدہ انسان تو ایسے گھر چلا گیا ہے جسے اس کے عزیز واقارب اور بھائی بہنوں نے چھوڑ دیا ہے تو کوئی شخص جب اس کی زیارت کو جاتا ہے اور اسے ہدیہ دعائے مغفرت پیش کرتا ہے یا اس کی طرف سے صدقہ کرتا ہے تو مردہ بھی خوش ہوتا ہے اس لیے ہمارے رسول ﷺ نے قبرستان کے زائرین کو ہدایت کی ہے کہ وہ ان کے لیے دعائے بخشش مانگیں اور ان کے لیے رحمت کی دعا کریں اور اس بات سے منع کیا کہ انہیں پکارا جائے یا ان کے پاس نماز ادا کی جائے۔

تیسرا مقصد:

اتباع رسول کر کے ثواب حاصل کرنا کیونکہ جو شخص، پیارے رسول ﷺ کی تابعداری کی نیت سے قبرستان کی زیارت کرے گا، اسے ثواب بھی ملے گا اور اس کی اپنی بھی بھلائی ہوگی اور میت کی بھی۔

آستانوں کی زیارت سے مشرکین کا مقصد

(مشرکین شاید ہی قبرستان کی زیارت کو جاتے ہوں۔ البتہ آستانوں پر حاضری قضا نہیں کرتے کیونکہ ان کا مقصد کچھ اور ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ)

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

مشرک کہتے ہیں، فوت شدہ بزرگ کی روح کو اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور اس قرب کی بنا پر اس کی روح پر برکات کا فیضان ہوتا ہے تو جب کوئی شخص اپنا تعلق اس روح کے ساتھ جوڑتا ہے تو بزرگ کے واسطے سے قبر پر اعکاف کرنے والے پر بھی برکت نازل ہوتی ہے اس کی مثال یہ دیتے ہیں کہ جس طرح آئینے یا صاف پانی پر شعاع پڑتی ہے تو اس کا عکس آدی پر بھی پڑتا ہے۔

اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مکمل زیارت یہ ہے کہ انسان حضور قلب سے شیخ کا تصور باندھے اور عزم و ارادہ سے اس کی قبر کا طواف کرے اور اس دوران اس کے دل میں اور کوئی خیال نہ ہو۔ اگر اس طرح توجہ کرے گا تو پھر اسے کما حقہ نفع ہوگا اور جس قدر توجہ میں کمی ہوگی اتنا ہی نفع کم ہوگا۔

زیارت کے اس طریقے کو ابن سینا اور فارابی وغیرہ فلاسفہ نے بیان کیا ہے اور کواکب پرستوں نے اپنی عبادت کو اکاب میں اسی کو مد نظر رکھا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ جب نفس ناطقہ، ارواح علویہ سے ملتا ہے تو اس پر نور کا فیضان ہوتا ہے۔<sup>۱</sup> یہ وہی فلسفہ ہے جس کی بدولت ستاروں کی پرستش کی گئی اور ان کے ہیکل تعمیر ہوئے اور ان کے لیے مناجات تصنیف ہوئیں اور ان کے مجسمے تراشے گئے۔

اور بعینہ اسی فلسفہ کی بنا پر قبر پرستوں یا ستانوں کی پرستش کی اور ان پر قبے تعمیر کیا اور وہاں چراغ جلائے اور وہاں مسجدیں تعمیر کیں اور اسی چیز کو ختم کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ ﷺ نے نہ صرف شرک بلکہ شرک کے اسباب کو بھی جڑ سے اکھاڑا۔

لیکن مشرکین نے آپ کے دین اسلام کو ناکام کرنے کے لیے آپ ﷺ کے راستے میں روڑے اٹکائے (اور قرآن و حدیث کے مقابلے میں دین طریقت و حقیقت

<sup>۱</sup> یعنی کلدانیوں نے اسی فلسفے کی بنیاد پر ستاروں کے مجسمے بنائے اور ان کے بتوں کی عبادت کی تاکہ قرب الہی حاصل ہو سکے) (گویا قبر پرستوں نے جس فلسفے اور راز کو جواز بنایا یہ کوئی نیا انکشاف نہیں)

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اور تصوف و معرفت کو رواج دیا۔) یوں اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا لایا ہوا دین اور ہے اور مشرکوں کا اور!

### شفاعت کا مشرکانہ تصور اور اس کی تردید

اور یہ فلسفہ جو مشرکین نے آستانوں کی حاضری کے متعلق گھڑا ہے اور اس کی بابت ان کا خیال ہے کہ ہمیں قیامت کے دن بھی اس کا نفع ہوگا اور ہمارے معبود ہمیں اللہ کی پکڑ سے بچالیں گے۔

کہتے ہیں کہ جب کوئی انسان اپنی روح کو اللہ کے مقرب بندے کے ساتھ جوڑتا ہے اور ہمہ تن، دل سے اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو ان دونوں کے درمیان رابطہ ہو جاتا ہے اور پھر جو کچھ مقرب الہی کو ملتا ہے اس سے کچھ حصہ اس انسان کو بھی مل جاتا ہے۔ اور اس کی مثال یوں بیان کرتے ہیں کہ جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کے مصاحب خاص کی خدمت کرے تو جو کچھ انعام مصاحب کو ملے گا۔ اس سے خدمتگار کو بھی ملے گا۔ یہ ہے بت پرستی کا ثبوت اور ماخذ۔ اور اس کو ختم کرنے کے لیے اللہ نے انبیاء و رسل مبعوث فرمائے اور بت پرستوں کو کافر قرار دیا اور ان پر لعنت کی اور ان کی اولاد کو غلام اور عورتوں کو لونڈیاں بنانا حلال ٹھہرایا اور ان کے مال پر قبضہ جائز قرار دیا اور ان پر دوزخ کی آگ واجب کی۔

قرآن اول تا آخر ان کے رد میں بھرا ہوا ہے۔ مثلاً فرمان الہی ہے:

﴿ اَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ شُفَعَاءَ فُلْ اَوْ لَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّ لَا يَعْقِلُوْنَ . فُلْ لِلّٰهِ الشُّفَاعَةُ جَمِيعًا لّٰهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَّ الْاَرْضِ ﴾

[الزمر: ۶۳]

”کیا انھوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو سفارشی بنا رکھا ہے انہیں کہہ دیجیے اگرچہ وہ نہ کسی چیز کے مالک ہوں اور نہ ہی عقل رکھتے ہوں۔ (انہیں) کہہ دیجیے کہ



سفارش کا مالک اللہ ہی ہے اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے۔“  
اس آیت میں اللہ نے خبر دی ہے کہ سفارش آسمانوں اور زمین کے مالک  
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ کا حق ہے۔ جب وہ اپنے بندوں پر رحم فرمانے کا ارادہ کرے گا تو  
اپنے خاص بندوں کو سفارش کا حکم دے گا اور یہ سفارش درحقیقت اللہ کی (نعمت اور  
اعزاز) ہے جو وہ انہیں بخشے گا جو اللہ کا حکم سن کر ان بندوں کے حق میں کریں گے جن  
پر اللہ رحمت کرنا چاہے گا۔

یہ سفارش وہ نہیں جو مشرکین نے سمجھ رکھی ہے۔ کیونکہ اللہ نے مشرکین کے  
مشرکانہ تصور شفاعت کا رد کیا ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ ﴾ [البقرہ: ۱۲۳]

”اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی جان کسی جان کے کام نہ آئے گی اور نہ  
ہی اس سے فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ کوئی سفارش کام آئے گی۔“  
دوسری جگہ فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا تَبِيعُ فِيهِ  
وَلَا خَلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ﴾ [البقرہ: ۲۰۴]

”اے مومنو! اس دن کے آنے سے پہلے پہلے ہمارے عطا کردہ رزق سے  
ہمارے راستے میں خرچ کرو جس دن نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی اور نہ سفارش۔“  
قرآن میں ہے:

﴿ وَ اتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ ﴾ [الانعام: ۵۱]

”اور ڈراؤ اس کے ساتھ ان لوگوں کو جو ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

پاس جمع ہونے والے ہیں۔ نہیں ہوگا ان کے لیے اس کے سوا کوئی والی اور نہ سفارش کرنے والا تاکہ وہ متقی بن جائیں۔“  
سورہ بحدہ میں ہے:

﴿ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ﴾ [سجدہ: ۴۱]  
”اللہ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ انکے درمیان ہے چھ دن میں بنایا پھر وہ عرش پر بلند ہوا۔ اس کے سوا تمہارے لیے کوئی دوست اور سفارش والا نہیں۔“

یہاں اللہ رب العزت نے خبردار کیا ہے کہ اس کے سوا کوئی سفارش کا حق دار نہیں۔ ہاں البتہ جب ارحم الراحمین بندوں کے ساتھ رحمت کا ارادہ فرمائے گا تو کسی کو سفارش کا حکم دے گا۔

قرآن میں ہے:

﴿ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ﴾ [یونس: ۳۰]

”یعنی اس کی اجازت کے بغیر کسی کو سفارش کی جرأت نہ ہوگی۔“

﴿ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ﴾ [البقرہ: ۲۵۵]

”کون ہے جو سفارش کرے اللہ کے پاس مگر اس کی اجازت سے۔“

تو جو سفارش اللہ کی اجازت کے بعد ہوگی وہ حقیقتاً حکم دینے والے کی سفارش ہوئی۔ نہ کہ دوسرے کی اور اس طرح اس کے علاوہ شفیع بھی کوئی نہ ہوا بلکہ جو ہوگا وہ اس کے حکم سے ہوگا اور دونوں کی سفارش کے درمیان وہی فرق ہے جو فرمانبردار غلام، اور شریک کے درمیان ہوتا ہے۔

(بادشاہوں کے ہاں کی جانے والی سفارش اور قیامت کو اللہ کے سامنے کی

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

جانے والی سفارش میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور اس کی مثال غلام اور حصہ دار کی ہے کہ غلام یا نوکر کو حکم دیا جاتا ہے کیونکہ وہ آپ کی ملکیت میں حصہ دار نہیں جب کہ حکومت کے حصہ دار وزیروں سپہ سالاروں، نوابوں کا حکومت میں حصہ ہوتا ہے اگر بادشاہ غلام کی نہ مانے تو کوئی خطرہ نہیں جب کہ حصہ داروں کی نہ مانے گا تو بغاوت کا خطرہ ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے جس سفارش کی تردید کی ہے وہ شریک کی سفارش ہے اور جس سفارش کو ثابت رکھا ہے وہ حکم کے بندھے ہوئے غلاموں کی سفارش ہے جو مالک الملک کی اجازت کے بغیر سفارش کی جرأت نہ کر سکیں گے۔

قیامت کے دن خداوند قدوس حکم فرمائے گا کہ فلاں کی سفارش کرو یہی وجہ ہے کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی سفارش کے مستحق وہ توحید پرست ہوں گے جو دنیا میں مشرکوں اور بدعتیوں کے طعنے سہتے رہے اور ان کی تختیوں پر صبر کرتے رہے اور رطعن و ملامت کرنے والوں سے بے پرواہ ہو کر توحید کا پرچار کرتے رہے اور شرک اور اس کے اسباب سے بچتے رہے۔

انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَىٰ﴾ [الانبیاء: ۲۸]

”وہ نہیں سفارش کریں گے مگر ان کی ہی جن کو اس نے پسند کیا۔“

سورہ طہ میں ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾ (۱۰۹)

”اس دن نہیں نفع دے گی سفارش مگر اسی کی جس کو اللہ اجازت عطا فرمائے اور

اس کی بات کو پسند کرے۔“

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

یہاں اللہ مالک الملک نے صاف صاف اعلان کیا کہ قیامت والے دن اسی کو سفارش کی ہمت ہوگی جسے اس نے اجازت دی اور انہی کے بارے میں جن کو اللہ نے پسند کیا ہو۔

**مشرکین، انبیاء اور اولیاء کی سفارش سے محروم رہیں گے**

لیکن مشرک (کو تو اللہ پسند ہی نہیں کرتا اور نہ ہی اس کے عقیدے کو پسند کرتا ہے) لہذا اللہ اس کے لیے کسی کو سفارش کی اجازت ہی نہ دے گا۔ کیونکہ اللہ نے سفارش کو دو چیزوں سے مشروط کر رکھا ہے۔

۱] مُشْفُوع لَہُ (جس کے لیے سفارش کی گئی) سے اللہ کی رضا:

۲] شافع کو شفاعت کی اجازت: لہذا جب تک دونوں چیزوں کا مجموعہ نہ پایا گیا اس وقت تک سفارش نہ ہو سکے گی۔

سفارش کی اجازت بھی اس کے حق میں ملے گی جس سے اللہ راضی ہو۔ اس بات میں راز یہ ہے کہ کل کائنات کا کنٹرول، اس کائنات کے واحد مالک کے ہاتھ میں ہے اس کے اختیارات میں کوئی حصہ دار نہیں۔ ساری مخلوق سے اعلیٰ اور افضل ترین ہستیاں انبیائے کرام اور مقرب فرشتے ہیں لیکن وہ بھی محض اللہ کے غلام اور بندے ہیں ان کی کیا مجال کہ وہ اللہ کی متعین کی ہوئی حد سے آگے قدم رکھیں اور اس کے حکم میں رکاوٹ بن سکیں یا وہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی کام کر سکیں اور خصوصاً اس روز جس دن کوئی کسی کا وارث نہ بنے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کرام اور شہدائے عظام تو اللہ کے غلام اور خادم ہیں ان کی حرکات و سکنات اللہ کی مرضی اور حکم سے وابستہ ہیں۔

جب مشرک انسان، ان کو اللہ کا شریک بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جب وہ انہیں من دون اللہ شافع بنائے گا تو وہ قیامت کے دن اسے چھڑوا لیں گے۔ تو یہ شخص

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

پر لے درجے کا جاہل ہے۔ اسے اللہ کے لوازمات اور ممتنعات کا پتہ ہی نہیں۔ لہٰذا اور اللہ کو متکبروں اور بادشاہوں سے تشبیہ دینا اپنے عقیدے کا بیڑا غرق کرنا ہے کیونکہ وہی لوگ اپنے مخصوص دوستوں کو لوگوں کے معاملہ میں سفارش کے لیے گرین کارڈ دیتے ہیں اس قیاس فاسد کی بنا پر بت پوجے گئے اور مشرکوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو سفارشی بنا لیا۔

### قرآنی نظریہ سفارش اور مشرکانہ سفارش کا فرق

قرآنی نظریہ سفارش اور مشرکوں کے نظریہ سفارش کے درمیان وہی فرق ہے جو خالق اور مخلوق، رب اور مربوب، آقا اور غلام بادشاہ اور گدا، غنی اور فقیر کے درمیان ہے کیونکہ پہلا تو مستغنی اور دوسرا ہر وقت دوسروں کا محتاج ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بادشاہوں کے ہاں سفارش کرنے والے، ان کی سلطنت کے حصہ دار ہوتے ہیں اور ان کی حکومت ان کی وجہ سے قائم ہوتی ہے۔ اگر وہ نہ ہوں تو ان کے احکامات اور ہاتھ عوام تک نہیں پہنچ سکتے۔ مزید براں بادشاہ اپنی مجبور یوں کے باعث سفارش قبول کرنے پر مجبور ہیں خواہ دل سے ناراض ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ

ل (کیونکہ اللہ کا دشمن، رسولوں کا دوست کیسے ہو سکتا ہے اور اللہ کے رسول اس غلیظ عقیدے والے کو دوست کیسے بنا سکتے ہیں اور پھر کوئی شخص اللہ کا محبوب کیسے بن سکتا ہے جو اپنی تعریف کی خاطر، اس کے دشمن سے دوستی کاٹھے بھی وجہ ہے کہ کسی شخص نے عقیدت کی بنا پر کہا تھا کہ اے اللہ کے رسول ہم آپ کو اللہ کی بارگاہ میں اور اس کو تمہاری بارگاہ میں سفارش بناتے ہیں تو اللہ کے محبوب کے لیے اس پر سخت غضب ناک ہوئے۔

لور فرمایا: سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ آپ نے ان کلمات کو اتنا پڑھا کہ صحابہ کے چہروں پہ اس کا اثر معلوم ہونے لگا پھر فرمایا:

« وَنَحْنُ إِتِّهْنَا لَمْ نَسْتَشْفَعْ بِاللَّهِ عَلَى أَحَدٍ شَأْنِ اللَّهِ أَعْظَمَ مِنْ ذَلِكَ وَنَحْنُ أَقْدَرُ عَلَى مَا لِلَّهِ »

[الحدیث رواہ ابو داؤد]

” (اے یہ قوف) تمہ پر افسوس، اللہ کو کسی کے ہاں سفارش نہیں بتایا جاتا اللہ کی شان بلند ہے اس سے۔

اے یہ قوف تو جانتا ہے کہ اللہ کیا ہے؟“ [توحیح از مترجم]

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

وہ ڈرتے ہیں کہ ان کی سفارش رد کر دی گئی تو یہ اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیں گے اور دوسروں سے گٹھ جوڑ کر لیں گے چنانچہ انہیں طوعاً و کرہاً سفارش قبول کرنے کے سوا چارا نہیں ہوگا لیکن..... اللہ مالک الملک ایسا بے پرواہ اور بے نیاز ہے کہ اسے کسی کی محتاجی نہیں باقی تمام کائنات اس کے در کی سوالی ہے۔

اور تمام انبیاء اور صلحاء جن اور فرشتے بلکہ آسمان و زمین پر بسنے والی مخلوق اس کی مقہو غلام ہے اگر اللہ ذوالجلال والا کرام انہیں ہلاک کر دے تو بھی اس کی عزت اور جلالت، بادشاہت اور حکومت اور ربوبیت والوہیت میں ذرہ بھر فرق نہ آئے گا۔

قرآن حکیم میں ہے:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ أُمَّهُ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

”باتحقیق وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا اللہ تو مسیح عیسیٰ بن مریم ہی ہے۔ کہہ دیجیے اگر اللہ جبار و قہار، مسیح علیہ السلام اور ان کی ماں (مریم) کو اور تمام کائنات والوں کو ہلاک کرنا چاہے تو انہیں کون بچا سکتا ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، ان کا (واحد مالک) اللہ ہی ہے۔ وہ جو کچھ چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

پورے قرآن کی سردار آیت، آیۃ الکرسی میں اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

﴿لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَ مَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا

بِإِذْنِهِ﴾ [البقرہ: ۲۵۵]

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

”اللہ ہی کے لیے ہے جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کسی کی کیا مجال کہ وہ اس کے حکم کے بغیر سفارش کرے۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴾ [الزمر، ۴۴]

”کہہ دیجیے کہ تمام سفارش اللہ ہی کے لیے ہے، اسی کے لیے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی۔“

یہاں اللہ رب کائنات نے بتا دیا کہ آسمانوں اور زمین کا واحد مالک ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ.....

شفاعت بھی اللہ وحدہ لا شریک کے لیے ہے اور کوئی بھی اس کے حکم کے بغیر سفارش نہیں کر سکتا کیونکہ اس کے حکم اور اجازت کے بعد سفارش کرنے والا، اس کا حصہ دار نہیں بلکہ محض غلام ہے (جو حکم بجالا رہا ہے) (جب کہ دنیاوی بادشاہوں کے وزیر اور مشیر اور نواب اس کی سلطنت کے حصہ دار ہوتے ہیں اور سفارش نام منظور ہونے پر سلطان کے خلاف سازش کر سکتے ہیں)۔ اس تفصیل سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ اللہ نے جس سفارش کا رد کیا ہے وہ عوام الناس کے ہاں مشہور ہونے والی شرکیہ سفارش ہے۔ جو وہ ایک دوسرے کے لیے کرتے رہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ کبھی تو اس سفارش کی مطلق نفی کی اور کبھی اسے اذن سے مختص کیا۔ کیونکہ اذن کے بعد کی جانے والی سفارش فی الحقیقت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ کیونکہ اذن بھی اسی نے دیا اور قبول بھی خود کی اور اس کے حق میں قبول کی جو اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتا رہا اور اللہ اس سے راضی ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ بزرگان دین کو اللہ کی جناب میں مستقل شافع سمجھنے والا مشرک ہے

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اور اسے ان کی سفارش نفع نہ دے گی اور جو کوئی اللہ سبحانہ کو ہی اپنا معبود اور اللہ بنائے اور اسے خوف اور امید میں طلاء و ملائی سمجھے اور اس کی رضا کا طالب ہو اور اس کی ناراضی سے خوف زدہ ہو، وہی اس لائق ہے کہ اللہ اس کے بارے میں کسی کو سفارش کی اجازت دے۔

سورہ الزمر ۴۳، ۴۴ میں ہے:

﴿ اَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ شُفَعَاءَ قُلْ اَوْ لَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَلَا يَغْفِلُوْنَ ۝ قُلْ لِلّٰهِ الشُّفَاعَةُ جَمِيعًا ﴾ [سورہ الزمر: ۴۳، ۴۴]

”کیا انھوں نے اللہ کے علاوہ سفارشی بنائے ہیں؟ کہہ دیجیے، اگرچہ وہ نہ کسی چیز کے مالک ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں کہہ دیجیے ساری کی ساری سفارش کا حق اللہ کے لیے ہے۔“

سورہ یونس میں ہے:

﴿ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُوْنَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۝ قُلْ اَتَّبِعُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ﴾ [سورہ یونس: ۱۸]

”اور وہ اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ اور کہتے ہیں کہ یہ..... اللہ کے ہاں ہماری سفارش کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے کیا تم اللہ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو جس کا اللہ کے علم میں آسمانوں اور زمین میں کوئی وجود نہیں۔ اللہ پاک ہے اور بلند ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔“

اس آیت میں بھی اللہ نے وضاحت سے بیان فرمایا کہ اللہ کی جناب میں کسی کو بالذات شافع پکڑنے والے مشرک ہیں اور از خود سفارشی پکڑنے والے کو سفارش نفع



قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

نہ دے گی بلکہ اللہ کے حکم دینے کے بعد سفارش کرنے والے کی سفارش نفع مند ہوگی اور اس کے حق میں نفع مند ہوگی جس سے اللہ راضی ہو۔

### دونوں طرح کی سفارشوں میں ایک مزید فرق

اور دونوں قسموں کی سفارش کے درمیان فرق یہ بھی ہے کہ دنیا میں جب کوئی شخص، کسی با اثر آدمی کو بادشاہ کے ہاں، سفارش کے لیے بھیجتا ہے تو سفارش کرنے والا با اثر آدمی، بادشاہ کا محتاج نہیں ہوتا، نہ پیدا ہونے کے لحاظ سے، نہ حکم کے لحاظ سے اور نہ ہی وہ بادشاہ کی اجازت کا محتاج ہوتا ہے بلکہ یہ تو ایک خارجی پریشہر ہوتا ہے۔ (جیسا کہ عام دنیاوی امور میں لوگ مختلف صلاحیتیں رکھتے ہیں جیسا کہ کوئی امیر آدمی کسی ماہر ڈاکٹر سے علاج کا محتاج ہے اور ڈاکٹر امیر آدمی کے پیسے کا محتاج ہے اگر امیر، ڈاکٹر کی سفارش نہ مانے گا تو ڈاکٹر برا منائے گا اور امیر کی بیماری کے موقع پر اپنا غصہ نکالے گا) تو بعض دفعہ کوئی سبب یا ضرورت، متحرک کے موافق ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی۔ اس کی مثال یوں ہے کہ:

- ① مثلاً کوئی آدمی کسی بادشاہ سے ایسے کام کی سفارش کرے جسے وہ پسند کرتا ہے اور کبھی سفارش ایسی ہوتی ہے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے۔
- ② اور کبھی سفارش، جرائم اور معارضوں سے اہم ہوتی ہے۔ اس لیے قبول ہو جاتی ہے۔
- ③ اور کبھی جرم سخت اور قوی ہوتا ہے تو سفارش مسترد ہو جاتی ہے۔
- ④ اور کبھی سفارش اور جرم برابر ہوتے ہیں اور بادشاہ یا حاکم متردد ہوتا ہے کہ سفارش قبول کرے یا مسترد کر دے۔

تبرہ پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں سفارش، ان اسباب کی تلاش کا نام ہے جو بادشاہ یا حاکم کو سفارش قبول کرنے پر مجبور کر دیں اگرچہ وہ اسے ناپسند اور برا ہی سمجھے۔ کیونکہ دنیاوی حاکم یا تو مرغوب اور من پسند چیز سے نفع کی امید پر سفارش منظور کرتے ہیں یا کسی کے رعب اور قوت کی وجہ سے۔

تاکہ سفارش قبول کر کے ممکنہ خطرے کو نال سکیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے بے نیاز ہے وہ جب تک سفارش کا حکم نہ دے اس وقت تک کسی کی کیا مجال کہ سفارش کی جرأت کرے یا اس کی سفارش کرے جو اللہ کی بجائے دوسروں کی پناہ ڈھونڈتا رہا ہو۔

اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کرنے والے انبیاء اور شہداء اس لیے وہاں سفارش نہیں کریں گے کہ انہیں اپنی امت سے کوئی خوف ہوگا یا انہیں امتیوں سے کسی چیز کی رغبت ہوگی بلکہ وہ تو اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے سفارش کریں گے کیونکہ وہ سفارش پر مامور ہیں (اور یہ سفارش ان کے لیے اعزاز ہے اور شفاعت کبریٰ کا اعزاز سید المرسلین ﷺ کو ملے گا)

اصل بات یہ ہے کہ انبیاء کرام اور ملائکہ کرام اور صلحاء عظام میں سے کوئی بھی اللہ کی مرضی اور مشیت کے بغیر سفارش نہیں کرے گا۔ اس روز اللہ تعالیٰ جن کو عزت بخشنا چاہے گا، انہیں سفارش کے لیے حکم دے گا جب کہ دنیا میں سفارش کرنے والا منصب دار، اکثر امور میں بادشاہ سے بے نیاز ہی نہیں بلکہ وہ حقیقت میں اس کا شریک ہوتا ہے اگرچہ وہ غلام اور نوکر ہی کیوں نہ ہو اور اس طرح سفارش قبول کرنے والا بھی سفارش کرنے والے کی معاونت کا محتاج ہوتا ہے یعنی دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں (جب کہ اللہ کسی کا محتاج نہیں)

تہ پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اور جس انسان کو اللہ رب العزت اس مسئلہ کی سمجھ اور معرفت عطا فرما دے اس پر توحید اور شریک کی حقیقت روشن ہو جائے گی اور وہ اس سفارش کو پہچان لے گا جسے اللہ نے ثابت کیا ہے اور اس سفارش کو بھی، جس کی اللہ نے نفی کی ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ﴾

”اور جس (بد نصیب) کی قسمت میں، اللہ نے نور (توحید) نہ لکھا ہو اسے نور کہاں سے مل سکتا ہے۔“

[إغاثة اللفہان عن مصائد الشیطان، ص: ۲۰۱-۲۴۲]

ص ۲۸۶ تا ۳۴۴ مطبوعہ جمیعة احیاء التراث الاسلامی



## معرفت و طریقت کے نام پر پیروں پر وہوتوں کے شرمناک کھیل

اسلام سیدھا سادہ دین ہے اور فطرت انسان کے عین مطابق ہے۔ یہ فلسفیانہ موہکا فیوں اور ہندوؤانہ گورکھ دھندوں اور پیچیدہ بحثوں کو قبول نہیں کرتا۔ اس کے احکام سادہ اور آسان ہیں۔ ہر شخص انھیں آسانی سے سمجھتا اور مانتا ہے۔ ابتدائے اسلام سے لے کر صدیوں تک مسلمان اس پر عمل پیرا رہے اور دنیا کی رہنمائی اور کشور کشائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ اس دین کا مقصد یہ تھا۔ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ کہ بندگانِ الہی صرف اور صرف اللہ کی عبادت کریں۔ اخلاقِ فاضلہ کا نمونہ اور ماڈل بنیں۔ گندے عقائد، اہامِ پرستی اور ضعیف الاعتقادی اور مادہ پر آزادی اور گندی عادات سے پرہیز کریں۔ بندوں کی بندگی چھوڑ کر رب العباد کی بندگی اختیار کریں۔ اس مقصد کی طرف رہنمائی کے لیے اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعے کتابوں کو اتارا۔ شریعت بیضاء لِيَلْهَآ كُنْهَآ رِهَآ کے مصداق آفتابِ نیروز کی طرح آشکارا ہے۔ اس میں بندے کے جذبات اور ضروریات کی راہنمائی کا مکمل سامان موجود ہے۔ پیغمبرانِ الہی نے جو کچھ سمجھایا اور کتبِ الہی میں جو کچھ نازل ہوا، وہ مسلمان کے لیے کافی ہے۔ اس کی روحانی تسکین کے لیے نماز اور دیگر عبادات و اذکار کا سامان کیا گیا ہے اور اس کے جوش و خروش کے لیے جہادِ نبیل اللہ کا میدان قیامت تک کے لیے کھلا ہے چنانچہ مسلمان صدیوں تک سیدھے سادے اسلام پر عمل پیرا ہو کر پوری دنیا پر چھائے رہے۔ کوئی طاغوتی طاقت ان کے سامنے ٹھہرنہ سکی اور

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہا کہ:

﴿ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لِيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَ لِيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ ﴾ [النور: ۵۵]

”اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انھیں یقیناً زمین میں پہلے لوگوں کی طرح خلیفہ بنائے گا اور ان کے لیے اپنے پسندیدہ دین کو استحکام اور پائیداری بخشنے گا اور انھیں ان کے خوف کے بعد ضرور امن بخشنے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہیں کریں گے۔ جو کوئی اس کے بعد کفر کرے وہی لوگ فاسق ہیں۔“

چنانچہ اس امانت عظمیٰ کے لیے اللہ نے مومنوں سے ان کے جان و مال خرید لیے اور مسلمانوں نے برضا و رغبت اپنے مال و جان جنت کے بدلے اللہ کو فروخت کر دیے۔ قرآن میں ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِيُقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُوا وَيُقْتَلُوا وَعَدَا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴾ [التوبة: ۱۱۱]

”کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں کہ (ان کے عوض) ان کے لیے جنت ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو قتل کرتے بھی ہیں اور خود قتل ہوتے بھی ہیں۔ یہ وعدہ ہے توراہ انجیل اور قرآن

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

میں (اس کا پورا کرنا ضروری ہے) اور اللہ سے بڑھ کر عہد پورا کرنے والا کون ہے۔ سو جو سودا تم نے کیا ہے اس پر خوش ہو جاؤ۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

چنانچہ عرصہ دراز تک مسلمان قوم ہر معاملے میں کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے رہنمائی حاصل کرتی رہی اور صراطِ مستقیم پر گامزن رہی۔ جب ابتدائی فتوحات کا دور ختم ہوا اور مسلمان جہاد چھوڑ کر آسائشوں میں مبتلا ہو گئے تو عجمی افکار اور خیالات نے ان کے دماغوں کو متاثر کرنا شروع کر دیا اور جذبات بے راہ روی کا شکار ہونے لگے اور مسلمان سیاسی خلفشار کا شکار ہو گئے۔ دعوت و جہاد کی اہمیت ختم کر بیٹھے۔ کچھ مسلمان علماء و فضلاء امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ تسلسل سے ادا کرتے رہے اور کوشش کی کہ مسلمان گمراہ نہ ہونے پائیں۔ انھوں نے اپنی زندگیوں کو کتاب و سنت کا پابند رکھا لیکن بعد میں یہ سلسلہ دم توڑتا گیا۔ دعوت و جہاد اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے کام کی بجائے صرف نفس کشی پر زور دیا جانے لگا۔ دین کو ظاہری اور باطنی شریعت میں تقسیم کر دیا گیا۔ حقیقت، طریقت، معرفت، وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے گمراہ کن فلسفے ایجاد ہو گئے جو دراصل عیسائی راہبوں، یونانی فلاسفوں اور ہندو سادھوؤں کے افکار سے ماخوذ تھے۔ انھیں اب تصوف کا نام دیا گیا۔ چنانچہ مسلمان صلحاء اسلام کے معتدل اور متوسط راستے سے باہر نکلنا شروع ہو گئے۔ لوگوں نے رضائے الہی کی تلاش میں وہی راستے تلاش کرنے شروع کر دیے جن پر چلنے سے پیغمبرؐ نے اپنے دور کے ان تین آدمیوں کو روکا تھا جنھوں نے عہد کیا کہ ان میں سے ایک تو زندگی بھر دن کو روزہ رکھے گا اور دوسرا ساری رات مصلیٰ پر گزارے گا اور سونے گا نہیں اور تیسرا ساری زندگی مجرد (کنوارا) رہے گا۔ چنانچہ ایسے راہب نما صلحاء و زہاد کی کثرت ہو گئی۔ یہ لوگ نفس کشی میں غلو سے کام لینے لگے۔ ساری ساری رات عبادت کرتے۔ کثرت سے روزہ رکھتے۔ دنیا کو مکمل طور پر چھوڑ کر، جنگلوں میں نکل کر، حقوق العباد سے کامل

تبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

بے پرواہ ہو کر اور شادی نہ کر کے نفس کو سزائیں دیتے۔ ”زائد“ لوگ یوں کہنے لگے کہ جنت اور دوزخ کے طمع اور ڈر سے اللہ کی عبادت نہیں کرنی چاہیے اور بعض صاحبان رضا بالقضاء کے نام پر اپنے لخت جگر کی وفات پر بھی ہنستے جبکہ رسول کریم ﷺ تو اس طرح کے صدمے پر رورہے تھے اور صبر کیا تھا۔ شیطان لعین تصوف کے لباس میں اسی تاک میں تھا۔ جب اس نے لوہا گرم دیکھا تو فوراً اس پر ضرب لگا دی اور ایک اللہ کو سجدہ کرنے والے، ہمہ اوستی تصوف (ہر چیز خدا ہے) کے سانچے میں ڈھل کر ہزاروں خداؤں کو سجدہ کرنے لگے۔ مساجد کی جگہ آستانے اور خانقاہیں بننے لگیں۔ جذبہ جہاد سرد پڑ گیا۔ یہ صوفی خود کو خدا قرار دے کر اپنے بارے میں کہنے لگے۔ سبحانی ما اعظم شانسی یعنی میں پاک ہوں میری شان بلند ہے۔ نعوذ باللہ۔

یہ ہمہ اوستی کیسے کیسے خدائی کے دعوے کرنے لگے۔ اس سلسلے میں تذکرہ غوثیہ کے مصنف کا بیان کردہ لطیفہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں کہ سید غوث علی نے ایک دعویٰ خدائی کرنے والے کا حال پوچھا تو اس نے کہا میں خدا ہوں۔ (اس پر سید غوث علی شاہ نے کہا) واہ حضرت ہم تو مدت سے آپ کی تلاش میں تھے۔ گھر چھوڑا، وطن چھوڑا، آپ ہی کی جستجو میں جا بجا پھرتے رہے۔ آپ خود تشریف لائے۔ چنانچہ ان کے لیے کھانا منگوایا۔ اتفاقاً روٹی روکھی سوکھی تھی جو اس خدا سے کھائی نہ گئی اور نہ ہی لقمہ گلے سے اترتا تھا۔ وہ اس پر ناراض ہوا تو میزبانوں نے کہا، خدا تو آپ ٹھہرے۔ جیسی روزی آپ نے دی، ہم نے ویسی آپ کے سامنے رکھ دی۔ اگر آپ نے پلاؤ دیا ہوتا تو وہ پیش کرتے۔ پھر انھوں نے قرآن کی آیت پڑھ کر خدا صاحب سے اس کا معنی پوچھا تو اس نے کہا میں تو ناخواندہ ہوں۔ انھوں نے کہا سبحان اللہ آپ بھی عجیب خدا ہیں۔ خود ہی قرآن نازل کیا اور اس کے معنی بھی نہیں جانتے۔ چنانچہ وہ ناام ہو اور توبہ کر لی۔



قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

الغرض تصوف نے فلسفہ وحدت الوجود کا جامہ پہن لیا اور عمل صالح کی اہمیت ختم کر دی اور اسلام و ایمان ..... حقیقت شریعت طریقت، معرفت میں تقسیم ہو گیا۔ مشائخ کے مرید ان اسلام کے ارکان خمسہ اور دیگر احکام اسلام کی پابندیوں سے آزاد ہونے لگے اور اپنے اپنے شیوخ کی قیادت میں دین اسلام کے حقائق کو یونانی فلسفہ اور ہندوؤں کے گورکھ دھندوں پر پرکھنے لگے۔ جب ان کا گورکھ دھندا..... ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ کے مصداق عوام کی سمجھ میں نہ آیا تو انھیں اپنے مذہب کا اصول یوں سمجھایا۔

مے سجادہ رتکین گن گرت پیر مغاں گوید

کہ سالک بے خبر نبودز راہ و رسم منزلھا

چنانچہ حسین بن منصور حلاج، ابن عربی طائی، عبدالکریم جیلی نے وحدت الوجود کو اس قدر پھیلا یا کہ اس وقت کے فضلاء ان سے مرعوب ہو گئے اور مسلمانوں میں اتار کی پھیل گئی۔ عربی اور فارسی کے شعراء ابوالعلا معری، ابوسعید، عمر خیام وغیرہ تصوف کے پردہ میں لحدانہ خیالات کا اظہار کرنے لگے۔ ابن عربی کی فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ اور شہاب الدین کی حکمت الاشراق کا مطالعہ کرنے سے یہ بات آشکارا ہو جائے گی کہ اس کے خیالات پر عرفان نبوت اور خلفاء راشدین ”صحابہ کرام“ تابعین عظام کی سیرت کی بجائے فلوٹینس، مانی، زرتشت اور بدھ کے افکار کا غلبہ ہے۔ ان سے قبل امام غزالی بھی فلاسفہ یونان کی تصانیف پڑھ کر تشکیک و ارتباب میں مبتلا ہو گئے تھے۔ بعد میں احادیث رسول کا مطالعہ کیا تو ان کے قلب کو اطمینان ہوا۔ یہی حال امام جوینی اور امام رازی کا ہوا جو بعد میں فلسفہ کلام سے توبہ تائب ہوئے اور بچوں کی طرح بلک بلک کر سادہ ایمان کے حصول کی فریادیں کرتے رہے۔ الغرض دنیائے

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اسلام میں عقیدہ وحدت الوجود کا خطرناک اثر ہوا اور مسلمانوں میں عمل کی روح بے حد کمزور ہوئی اور وہ لاغر مریض کی طرح بے حس و حرکت ہو گئے اور جس شجرہ اسلام کو ان کے اسلاف کرامؑ نے اپنے خون سے سینچا تھا وہ مرجھا گیا اور ملکوں کے ملک مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل کر کیمونسٹوں اور سامراجیوں کے ہاتھ چلے گئے۔

وحدت الوجود یعنی ہمہ اوست کی تعلیم یہ ہے کہ کائنات کے ذرے ذرے میں خود خدا ہے اور لوگ آگ، گائے، مورت، انسان کی پرستش کرتے ہیں، درحقیقت خدا ہی کی پرستش کرتے ہیں کیونکہ سب اشیاء میں خدا ہے۔ چنانچہ ابن عربی لکھتے ہیں:

رَقِيَ الزُّجَاجُ وَ رَقِيَ الخَمْرُ فَتَنَا كَلَا فَتَنَابَهُ الْأَمْرُ  
فَكَانَمَا خَمْرًا وَ لَا قَدْخَ وَ كَانَمَا قَدْخًا وَ لَا خَمْرًا

”کہ شیشہ شفاف ہو گیا اور شراب بھی صاف ہو گئی۔ دونوں کی شکل ایک ہو گئی

اور معاملہ مشتبه ہو گیا۔“

پس یوں کہنا ٹھیک ہے کہ شراب ہے اور پیالہ نہیں یا پیالہ ہے تو شراب نہیں یعنی خدا اور بندہ شیشے کے اندر شراب کی طرح ہیں۔ اب کسے خدا کہیں اور کسے بندہ کہیں۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

تَعَجَّبْتُ مِنْ تَكْلِيفِ مَا هُوَ خَالِقٌ  
لَهُ وَ أَنَا لَا فِعْلَ لِي فَآرَاهُ  
فِيأَلَيْتَ شِعْرِي مَنْ يَكُونُ مُكَلَّفًا  
وَ مَا نَمَّ إِلَّا اللَّهُ لَيْسَ سِوَاهُ

”کہ مجھے اس شخص کے مکلف بننے پر تعجب ہے جس کا وہ خالق ہے حالانکہ میں اپنا کوئی فعل نہیں رکھتا۔ اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کون مکلف ہے اس لیے کہ یہاں اللہ کے سوا کسی اور کا وجود نہیں ہے۔“

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

یعنی جب عابد ہی معبود ہے تو وہ کس کی عبادت کرے۔ یہی کچھ شیخ عقیف تلمسانی کا عقیدہ تھا وہ کہتا تھا۔

أَلْبَحْرُ لَا شَكَّ عِنْدِي لِي تَوَحُّدِهِ  
وَ إِنْ تَعَدَّدَ بِالْأَمْوَاجِ وَالزُّبُودِ  
فَلَا يَفْرُتُكَ مَا شَاهَدْتُ مِنْ صُورٍ  
فَالْوَاحِدُ الرَّبُّ سَرَى الْعَيْنِ فِي الْعَدَدِ

”کہ میرے نزدیک سمندر کے ایک ہونے میں کوئی شبہ نہیں اگرچہ وہ اپنی موجوں اور جھاگ کی وجہ سے متعدد دکھائی دے چنانچہ تم بہت سی نظر آنے والی چیزوں سے دھوکہ نہ کھانا کیونکہ پروردگار ہی ہے جو تم چیزوں میں جاری و ساری ہے۔“

انہی صاحب سے پوچھا گیا کہ اگر سب کچھ ایک ہی ہے جیسا کہ تمہارا عقیدہ ہے تو بیوی اور بیٹی اور اجنبی عورت میں کیا فرق ہے، اس نے جواب دیا ہمارے درمیان تو کوئی فرق نہیں چونکہ ان مجبوبات (مراد قرآن و سنت کے علماء) نے ان کو حرام قرار دیا۔ اس لیے ہم نے کہا کہ یہ چیزیں تم پر حرام ہوں تو ہوں ہم پر تو کوئی چیز حرام نہیں۔ الغرض اس فلسفیانہ عقیدے اور اسلام کے عقیدہ توحید میں اتنا فرق ہے۔ جتنا مشرق اور مغرب میں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرما دیا ہے۔

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثَةٌ ۚ ﴾

”کہ وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے اللہ کو تینوں کا تیسرا قرار دیا کہ وہ ایک میں ہے اور ایک دونوں میں ہے۔“

یعنی عیسیٰ بن مریم میں، خدا اور خدا، میں مسیح کو دیکھنے والے کافر ہیں۔ جب خدا عیسیٰ اور جبریل میں نہیں ہو سکتا اور یہ دونوں خدا میں نہیں ہو سکتے تو ہر چیز کے اندر

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

خدا یا ہر چیز کو خدا کا عین قرار دینے والے کیسے مسلمان رہ سکتے ہیں۔ اس کا تو اعلان ہے۔

﴿ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ لَمْ يُولَدْ ۝ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ ﴾

”کہہ دیجیے اللہ ایک ہے (کائنات کی ہر چیز خدا نہیں نہ تین خدا ہیں) اللہ بے نیاز ہے نہ کوئی اس سے پیدا ہوا ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔“

لیکن ملا جامی، حکیم ثنائی، فرید الدین عطار، جلال الدین رومی وغیرہ شعراء اور مصنفین نے تاویلات نے کی تصوف کو بام عروج تک پہنچا دیا۔ اس کا نتیجہ بد عملی اور بد اعتقادی کی صورت میں نکلا۔ تلہیس ابلیس از (ابن جوزئی) پڑھ کر دیکھیں کہ ہمہ اوستی صوفیاء کے پیروکاروں میں الحاد و زندقہ اور لواطت بازی عام ہو گئی۔ انھیں لڑکوں میں خدا نظر آنے لگا۔ چنانچہ مساجد ویران اور آستانے آباد ہو گئے۔ حاملین قرآن و سنت کا مذاق اڑایا جانے لگا اور انھیں محبوب (حقیقت سے پردے میں رہنے والے) اور ظاہر پرست قرار دیا گیا۔ اکابر علماء و مشائخ مثلاً امام ابن تیمیہ، محمد بن عبد الوہاب اور شیخ عدی بن مسافر اموی وغیرہ نے شریعت حقہ کو تصوف سے بیٹھے زہر سے بچانے کی کوشش کی لیکن صوفیاء خود کو ذات الہی میں جذب کرنے اور پھر خود خدا بننے کے لیے پہلے شریعت پھر طریقت پھر معرفت پھر فنا پھر بقا کی طرف لے جانے کی تگ و دو میں مصروف رہے اور اس شوق میں ایسے ایسے اذراہ اور اشغال میں مصروف رہے کہ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کو انھوں نے پس پشت ڈال دیا اور ان کی جگہ اطاعت شیخ کو دی اور تصور شیخ کو عبادت کا حصہ بنا دیا اور ذکر جلی اور ذکر خفی کے ایسے طریقے ایجاد کیے جن کا شریعت اسلامیہ میں کوئی وجود نہیں ملتا البتہ یہ اذکار ہندو جوگیوں کے

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

پرانا ایام سے تقریباً ملتے جلتے ہیں اہل تصوف نے اس شغل کا نام پاس انفاس رکھا ہے۔  
چوں کہ فلسفہ تصوف کے بہت سے اجزاء ویدانت اور زرتشت سے ماخوذ ہیں۔  
اس لیے گمان ہوتا ہے کہ اس کی عمارت میں اسلامی تزکیہ و احسان برائے نام ہیں اور  
باقی سب کچھ ہندوؤں نے آہ گورکھ دھندا استعمال ہوا ہے۔

دیکھئے ہندو جوگی سانس روک کر ”اوم“ کا ذکر کرتے ہیں تو انہی کی طرح ہمارے  
نقشبندی صاحبان بھی آنکھ اور منہ بند کر کے زبان تالو سے چپکا کر، سانس روک کر لا  
اور الہ کو دائیں اور الہ اللہ کی ضرب قلب پر لگاتے ہیں۔ مولانا رومی بھی یہی تعلیم  
دیتے ہیں۔

لب بہ بند گوش بند چشمہ بند گردنہ بینی سرق بر من نجد  
اور ہندو بھی یہی تعلیم دیتے ہیں:

آنکھ ناک منہ موند کر نام زنجن لے  
بھیتز کے پٹ تب کھلیں باہر کے جب دے

ہندو پر وہتوں نے (توالی) کو ذوق عبادت اور جذبہ عشق کو تیز کرنے کا ذریعہ  
بتایا ہے تو صوفیا نے بھی اس کا نام رقص و سماع اور توالی رکھ کر اسے مفید ٹھہرایا ہے بلکہ  
فقہ مولویہ کے ملنگ ترکی میں باقاعدہ رقص بھی کرتے ہیں۔

ہندوؤں میں ویدانت، یوگ اور بھگتی کی وجہ سے وحدت الوجود، نفس کشی، پرانا  
یام بھجن (توالی) گیان دھیان (مراقبہ) چکار (فتابقا) موجود ہیں اور ہمہ اوتی صوفیوں  
میں بھی یہی چیزیں دوسرے ناموں سے ملتی ہیں۔ گویا یہ سب امور اس نظریے کو  
تقویت پہنچاتے ہیں کہ ہمہ اوتی فلسفہ تصوف، ہندو جوگیوں اور مسلم صوفیوں کا مشترکہ  
عقیدہ ہے۔ بھگت کبیر، نایک، دیا سنگھ، ملوک داس اور مسلم صوفیا دونوں اپنے اپنے  
شعروں میں ناسوت، ملکوت، لاهوت، مرشد، مرید حضور، عاشق، رام، رحیم جیسے الفاظ

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اور اصطلاحات کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔

جو کچھ ابن عربی طائی اور عقیف تلمسانی، ابن سبعین نے عربی اشعار میں فلسفہ وحدت الوجود بیان کیا ہے، یہ سب کچھ ہندو پر وہتوں اور جوگیوں نے بھی اپنے اشلوک اور شعروں میں بیان کیا ہے۔ بھگت بکیر کہتا ہے:

آپ دھیان آپے پتر آپے بنیائیں ماپے توں

آپ ماریں آپ جو اویں آپ کریں سیاپے توں

یہی کچھ بلھے شاہ کی کافیوں میں ملتا ہے۔ ہندو جوگی تخلیق کائنات کو رام کی لیلیا رچنا قرار دیتے ہیں تو ہمہ اوستی صوفی بھی کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا بھی عجیب معاملہ ہے۔

کسی کے دل میں کچھ ڈال دیا اور کسی کے دماغ میں کچھ بسا دیا۔ فرعون کو تو یہ سوجھائی

کہ **اَنَا رَبُّكُمْ الْأَعْلَى** پکار اٹھا۔ موسیٰ کو یوں راہ بتائی کہ جاؤ اور اس مردود سے لڑو

کیونکہ بندہ ہو کر دعویٰ خدائی کرتا ہے۔ ادھر موسیٰ کو فتح و نصرت کی بشارت دی۔ ادھر

فرعون نے آہ و زاری کی۔ اس کی دعا بھی رد نہ کی اٹخ..... کسی کو مومن لقب عنایت

کیا۔ کسی کو کافر کا خطاب دیا۔ دونوں کو لڑا کر خوب تماشا دیکھا۔ نہ مومن سے کچھ

منفعت پائی اور نہ کافر سے کچھ مضرت اٹھائی۔ اٹخ

پس کل موجودات ایک تماشا پتلی کا سا ہے۔ اپنے اپنے وقت پر پتلیاں آتی

اور تماشا دکھاتی ہیں۔ وقت مقررہ پر وہ عدم میں جا چھپتی ہیں۔ اٹخ..... باز گیر جو

کام چاہتا ہے، پتلیوں سے لیتا ہے۔ ارادہ کے تار نے جو اشارہ کیا، پتلی نے

وہی کام دیا۔ اٹخ.....

رحمن و رحیم و رحمت اللہ مایم

شیطان رجیم و لعنت اللہ مایم

ہر نیک و بدے کہ درجہاں میگرور  
باللہ مایم و ثم باللہ مایم

[تذکرہ غوثیہ ص: ۲۶۰]

جب کہ اللہ رب العزت نے اپنے مقدس رسول پر نازل کردہ کتاب مقدس میں یوں فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لِعَيْنٍ ۝ لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهُمْ آتِخَذَنَاهُ مِنْ لَدُنَّا إِنْ كُنَّا فَاعِلِينَ ۝ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمْ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۝﴾

[سورة الانبياء: ۱۶-۱۸]

”کہ ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو کچھ پیدا کیا ہے، کچھ کھیل تماشا نہیں بنایا۔ اگر ہم یوں کھیل تماشے کا ارادہ کرتے تو اسے اپنے پاس سے ہی بنا لیتے۔ اگر ہم کرنے والے ہی ہوتے۔ بلکہ ہم حق کی ضرب باطل پر مارتے ہیں تو اس کا سر توڑ دینا ہے اور وہ نابود ہو جاتا ہے اور تم جو باتیں بناتے ہو (ان کے سبب) تمہارے لیے ہلاکت ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ [سورة البقرہ]

”کہ ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔“

یعنی کہ ہم نے کھلنڈرے راجے کا سا کھیل نہیں کھیلا اور نہ ہی ایسا ہماری شان کو

زیبا ہے۔“

بہر حال جب صحت مند مومنین کو ہمہ اوستیوں کا تصوف ڈس گیا تو ان کے دلوں

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

سے جہاز، ملک گیری اور کشور کشائی کا جذبہ فنا ہو گیا۔ وہ عمل صالح کو چھوڑ کر گیان دھیان میں مصروف ہو گئے اور ﴿مُؤْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا﴾ (مرنے سے پہلے ہی اپنے آپ کو، اپنے نفس کو مار ڈالو) کا مقصد پورا ہو گیا۔ ان کا عقیدہ یہ ہو گیا۔

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

خود رند سبکدش و خود برسران کوزہ

خریدار برآمد بھکت و رواں شد

”ذات باری تعالیٰ خود ہی پیالہ ہے۔ خود ہی پیالہ بنانے والا خود ہی مٹی

ہے۔ (نعوذ باللہ) شراب پینے والا رند خود ہی خریدار بن کر آیا۔ خود ہی پیالہ توڑا

اور چل دیا۔“

رسول مقبول ﷺ یقین کی تمام منازل پر فائز ہو کر بھی ساری زندگی بلکہ مرض

الموت تک نمازیں پڑھتے رہے۔ «الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ وَ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ»

فرماتے رہے۔ لیکن ہمہ اوستی ملحدین اپنے مریدوں کو ابتداء ہی میں ہمہ اوست کی

گمراہی میں مبتلا کر کے نماز روزہ سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔ یہ تو اللہ کریم کا لاکھ لاکھ

شکر ہے کہ حاملین علوم نبوت نے قرآن و سنت کے نور سے لوگوں کو ان کی جہالت و

ضلالت کے اندھے گڑھے میں گرنے سے بچایا ورنہ ہمہ اوستیوں نے ان مسلمانوں کو

دام مارگی بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی کیونکہ ہمہ اوست کے علمبرداروں کا بھی یہی

عقیدہ تھا اور ہے کہ دنیا انسان حیوان سب رام کی لیلیا ہے ماں باپ، بیوی، بیٹی، خاوند

وہ خود ذات کریم یعنی رام یا خود کرشن ہی ہے۔ ابن عربی اور عقیف تہمتی، رومی،

جامی وغیرہ نے وہی ہندوؤں والا عقیدہ لیا کہ دراصل رام نے اپنا کھیل کھیلنے کے لیے

انسانی قالب (اوتار) اختیار کیا اور یہ سرشٹی (دنیا) پیدا کی اور ہندو ہمہ اوستیوں (دام

۱۔ یہ ہندوؤں کا اصلی وجودی فرقہ ہے۔



قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

مارگیوں) کا عقیدہ یہ ہے کہ کرشن (یعنی خدا) خود ہی باپ ہے اور خود ہی بیٹا اور خود ہی بیوی ہے اور جو عورت جنسی تسکین کے لیے اپنا آپ مرد کے حوالے کرتی ہے وہ دراصل کرشن کہیا کے حوالے کرتی ہے اور اس پر..... ہونے والا مرد خواہ کوئی بھی ہو وہ خود کرشن ہوتا ہے۔ یہاں ایک مسلم صوفی کا تذکرہ کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا تذکرہ الرشید میں ہے کہ ایک طوائف کسی ہمہ اوستی صوفی کی مریدنی بن گئی لیکن عرصہ تک زیارت کے لیے حاضر نہ ہوئی بالآخر اس نے اسے خود ہی بلایا اور عدم زیارت کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا حضرت میں گنہگار ہوں

”لعن اللہ علیہ و علی من یعتقد ان مذہبہم و حدت الوجود حق۔“ کیونکہ طوائف کا تو پیشہ گندہ تھا لیکن اس صوفی کا عقیدہ گندہ تھا اور طوائف اپنے گناہ پر شرمندہ تھی اور یہ اپنے نجس عقیدے پر نازاں تھا۔

چنانچہ امام ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ نونیہ میں انہی ہندوؤں کا سا عقیدہ رکھنے والے مسلم صوفیوں پر ان شعروں میں تبصرہ کرتے ہیں۔

وَالْکُلُّ شَیْءٌ وَاحِدٌ فِی نَفْسِہِ  
مَا لِلتَّعَدُّدِ فِیہِ مِنْ سُلْطَانِ  
فَالضُّیْفِ وَالْمَاکُولِ شَیْءٌ وَاحِدٌ  
وَالْوَهْمُ یَحْسَبُ هَاهُنَا شَیْئَانِ  
وَکَذَٰلِکَ الْمُؤَطُّوْا عِیْنُ الْوَطْءِ وَ  
الْوَهْمُ الْبَعِیْدُ یَقُوْلُ ذَا اِثْنَانِ

” یعنی ہند اوستی صوفیوں کے عقیدے میں (تمام چیزیں اصلاً ایک ہی چیز ہیں۔ ان میں تعداد اور کثرت نہیں ہے۔ چنانچہ مہمان اور کھایا جانے والا کھانا دراصل ایک ہی چیز ہیں البتہ انسان کا وہم اسے دو شمار کرتا ہے۔ اس طرح

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

جماعت کرنے والا ہی دراصل جماعت کرانے والا ہے۔ بس تخیل اور وہم انھیں دو خیال کرتا ہے۔“

(ایسے گندے عقیدے والے صوفی کے منہ پر کسی صحیح العقیدہ مسلمان نے ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ جب وہ حاکم کے پاس شکایت کے لیے پیش ہوا تو تھپڑ رسید کرنے والے نے جواباً کہا دراصل اس کو وہم ہو گیا جو اس نے اپنے آپ کو اور میرے تھپڑ کو دو سمجھ لیا یعنی مارنے والا بھی وہی ہے اور مار کھانے والا بھی وہی ہے۔ اس نے خواہ مخواہ مجھے اپنے سے الگ سمجھ لیا)

امام ابن قیمؒ آگے فرماتے ہیں:

يَا أُمَّةً مَّعْبُودَهَا مَوْطُونُهَا  
 آيْنَ الْإِلَهِ وَ نِعْرَةَ الطَّعَانِ  
 يَا أُمَّةً قَدْ ذُصِّرَ مِنْ كُفْرَانِهَا  
 جُزْءٌ نَسِيرٌ جُمَّلَةٌ الْكُفْرَانِ

”وائے خرابی اس قوم کی جس کا معبود بھی وہی ہے جس سے وہ وطن کرتی ہے (اس گندے عقیدے کے نتیجے میں) معبود اور نیزہ پھینکنے والے میں کیا فرق رہ گیا یعنی نیزہ مارنے والا بھی خدا ہے اور جس کے سینے پر لگ رہا ہے وہ بھی خدا ہے (چھری چلانے والا بھی خدا ٹھہرا اور ذبح ہونے والا بھی خدا) نعوذ باللہ تعالیٰ عما یقولون علوا کبیراً۔“

وائے بربادی اس قوم کی جس کے کفر کا ایک جز یا حصہ دنیائے کفر کے تمام قسم

کے کفر پر بھارتی ہے۔

میں پھر عرض کرتا ہوں کہ اگر امام ابو العباس ابن تیمیہؒ اور امام ابن قیم الجوزیہؒ جیسے دیگر وارثان رسول ﷺ ان کے سامنے سینہ سپر نہ ہوتے تو ہمہ اوستی مشائخ امت

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

مسلمہ کو دام مارگی ہندوؤں کے رنگ میں رنگ چکے ہوتے اور مسلمانوں سے غیرت اور حیا کی چادر اتار چکے ہوتے چنانچہ ایک واقع نگار ان ہمہ اوستیوں کی حیا سوز حرکتوں سے یوں نقاب کشائی کرتے ہیں۔

دام مارگی (یعنی ہمہ اوست کے معتقد ہندوؤں) میں کرشن کی خدمت کی لیے یہ عبادت (مباشرت) اس طرح شروع کی جاتی ہے کہ اس مقصد کے لیے گرو یا پیر پالے جاتے ہیں اور مقدس سمجھے جاتے ہیں۔ جو چاہیں کھائیں مہیا کیا جاتا ہے۔ خوب ساڈ تیار ہوتے ہیں۔ جس گھر میں چاہیں داخل ہوں، جوتی جو خاص قسم کی ہوتی ہے دروازہ پر چھوڑ دیتے ہیں۔ گھر کے مرد جب گھر میں آتے ہیں تو اس جوتی کو دیکھ کر پھر اندر داخل نہیں ہوتے۔ گھر میں ہوں تو وہ سلام کر کے فوراً چلے آتے ہیں اب گھر کی مائیں، بہنیں، کنواری بیٹیاں سب اس کو حلال۔ جتنے دن چاہے، ان میں رہے، عیش فراوان حاصل کرے اور من پسند کھائے، ہندوؤں کے بشنوئی فرقہ میں اس کو چم چیر کہتے ہیں (یعنی کنواری کھولنے والا) بد قسمتی سے خوش عقیدہ اور سادہ لوح مسلمانوں کے پیر بھی یوں ہی ان کے گھروں میں داخل ہوتے ہیں اور عورتوں میں رہتے ہیں، بیٹھتے ہیں اور جب کسی مریدنی کو اغوا کر کے ساتھ لے جاتے ہیں تو اخبارات میں یوں سرخیاں جمتی ہیں کہ جعلی پیر، مریدنی کو لے کر غائب ہو گیا۔ وہی پیر پہلے اصلی ہوتا تھا۔

اب اسی واقع نگار کی زبانی ان کی اجتماعی عبادت کا حال سنئے، لکھتے ہیں:

مجموعی عبادت اس ہمہ اوست فرقے کی یوں ہے کہ دام مارگیوں (وحدت الوجود کے معتقد ہندوؤں) میں خاص خاص دن مقرر کیے جاتے ہیں جس کو بھروسے چکر کہتے ہیں۔ اس عبادت کو یوں منایا جاتا ہے کہ سب مرد اپنی گھر کی سب بالغ عورتوں (ماں بہن، بیٹیوں کو لے کر شام کو مقررہ

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

گھر میں جمع ہوتے ہیں۔ وہ مرد سائڈ (مقدس پیر پر وہت) بھی جمع ہوتے ہیں۔ شراب کا دور چلتا ہے۔ بھجن (قوالی) گائے جاتے ہیں۔ جب سرور و مستی کا نشہ جم جاتا ہے تو ایک خوبصورت ترین مرد اور عورت کو کھڑا کر دیا جاتا ہے (ان کے اس وقت کے عقیدے میں مرد بمنزلہ کاہن (خدا) اور عورت بمنزلہ گوپ (یعنی اس کی بیوی) اس وقت دونوں انتہائی مقدس سمجھے جاتے ہیں۔ پھر عورت اور مرد کے آلات تناسل و تولید کی پوجا کی جاتی ہے۔ پھر وہ کرشن کہنیا اور گوپ باہم جنسی چھیڑ چھاڑ سب کے سامنے کرتے ہیں۔ سب کی طبیعتیں مشتعل ہو جاتی ہیں۔ بار بار شراب کا دور چلتا ہے۔ پھر ہنگامہ عیش و نشاط شروع ہو جاتا ہے۔ ہر مرد کرشن کہنیا ہے اس نے سب کے سامنے اس کو بغل میں لیا اور اس نے اس کو۔ اس وقت کسی کو ماں بہن، اپنی پرانی کی تمیز نہیں رہتی۔ یہ لیل رات بھر جاری رہتا ہے۔ اس کو بھیرویں چکر کہتے ہیں۔ صبح یہ کھیل، یہ عبادت ختم ہو جاتی ہے اور اگلی تاریخ کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ سب کچھ دین دھرم کے نام پر ہوتا ہے اور اس مذہبی تقریب کو بھیرویں چکر بھی کہتے ہیں۔

اگر آپ بغور جائزہ لیں گے تو آپ کو روز روشن کی طرح نظر آئے گا کہ مسلم ہمہ اوستی پیر پر وہتوں کے سالانہ عرسوں میں خواتین بڑے بناؤ سنگھار سے شریک ہوتی ہیں۔ نظر باز مرید بھی سال بھر کے کشن انتظار کے بعد وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ محافل سماع (قوالی یا بھجن) برپا ہوتی ہے۔ نذر و نیاز کے ڈھیر لگ جاتے ہیں۔ ڈھولگی کی تھاپ پر ملنگ اور ملکنڈیاں تھرکتی ہیں اور بھڑکیلے انداز سیرس بینوں کو غارت کرتی ہیں۔

قبر پرستی کے فروغ کے لیے شیطان کی ہوشربا تدبیریں

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی عورتوں کے ماں باپ بھائی بیٹے آنکھوں دیکھے ایسے بے غیرتی کیوں ہونے دیتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ واقعتاً کوئی غیرت مند اپنی آنکھوں کے سامنے ایسا برداشت نہیں کرتا، روزانہ کے واقعات اس پر گواہ ہیں لیکن جب یہی چیزیں مذہب، طریقت، حقیقت، معرفت کے نام پر لوگوں کو مسلسل پڑھائی جائیں اور انھیں بتایا جائے کہ عبادت اور خوشنودی خدا کا ایک طریقہ حسن نسوانی کی خیرات بھی ہے تو خوش عقیدہ اور سادہ لوح انسان بڑی آسانی سے شادی کی پہلی رات اپنی بیوی کو پیر پر وہت کے گھر چھوڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

ہم مسلمانوں کو چاہئے کہ اسلام کے لبادے میں چھپے ہوئے ایسے طحندانہ نظریات اور ان کے پیروکار پیروں فقیروں سے ہوشیار رہیں۔ خود بھی ان کی حقیقت سے آگاہ ہوں اور دوسروں کو بھی آگاہ کریں۔ تصوف اور وحدۃ الوجود کا یہ راستہ انسانوں کو شریعت سے بے نیاز اور الحاد و فحاشی کا خوگر بنا دیتا ہے اور ملت مجموعی طور پر غیرت و حمیت سے بے نیاز ہو کر اپنی تباہی کے راستے پر چل کھڑی ہوتی ہے۔ صاف، سیدھی اور امن و نجات کی راہ صرف کتاب و سنت کی راہ ہے۔ اس راہ سے ہٹ کر جو اپنے گھرے ہوئے فلسفوں پر چلے گا، وہ ہمیشہ شیطانی بھول بھلیوں میں گرفتار رہے گا۔ اسی لیے آخر الزماں ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے صاف صاف فرما دیا تھا۔

”میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھام رکھو گے، گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری میری سنت۔“

## یاداشت

مجلد پڑھو اور بھوکست ایں سکے بھوکھو نہ بھوکھو مصنف ہی محفوظ ہیں۔

اور خوشی میں ایمان افروز اور باطل شور شہر آفاق



# محکم دلائل سے مزین

سرخے این شکر کے ۵۰ مسائل باذلال مختصر اشتہارات اشرفیہ کامل سیٹ فریڈی

جواہر المنبغین	بہیمان الواظمین	عرفان المقرنین	مکاتیب المتکلمین
قیمت ۱/۰	قیمت ۱/۰	قیمت ۱/۰	قیمت ۱/۰
شان مصطفیٰ	خطبات سیرۃ النبی	فضیلت نہکان	مسنن تراویح اور مناظرہ کوہ
قیمت ۱/۰	قیمت ۱/۰	قیمت ۱/۰	قیمت ۱/۰
فضیلت فاتحہ	حسام وہم	احادیث نبویہ فہم تفسیر	گلدستہ اشرفیہ
قیمت ۱/۰	قیمت ۱/۰	قیمت ۱/۰	قیمت ۱/۰
فضائل رمضان	فضائل قربان	الغای بانڈ اور	مسلمان اور اسلامی پرکھ
قیمت ۱/۰	قیمت ۱/۰	قیمت ۱/۰	قیمت ۱/۰

نوٹ : مذکورہ بالا تمام کتابیں نئی کتابت نئی طبعات  
میں اسد از ابدقوان حدیث کے سیکڑوں دلائل کے  
اشکاف سے مشافحہ کی گئی ہیں



محمدی کیسٹ ہاؤس اینڈ پرنٹنگ ایجنسی 18- اردو بازار لاہور  
فون: 7223046

قال الله تعالى  
وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَإِذَا كُنْتُمْ يَاقُونَ  
مِنْ أُمَّتِكُمْ  
(القرآن)

آئینہ  
صلوۃ  
ابی  
صلی اللہ علیہ  
وآلہٖ  
وسلم

ابو محمد شفیع رحمہ اللہ

محمدی کتب خانہ

18- اردو بازار لاہور۔ فون: 7223046



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (التحریم)

# إِصْلَاحُ الْبُيُوتِ

تالیف

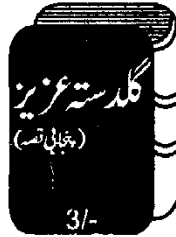
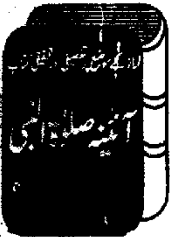
فضیلۃ الشیخ حافظ محمد عباس صدیق کھوکھر

تہذیب: عبدالحیاء السلفی ایم اے

محمدی پبلشنگ اینڈ کیٹ ہاؤس

18- اردو بازار لاہور۔ فون: 7223046

## چند مطبوعات



### خوشخبری

آڈیو اور ویڈیو کیسٹ کے بعد اب

## اسلامی سٹی ڈیز

آپکی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں

محمدی کیسٹ ہاؤس اینڈ پرنٹنگ ایجنسی 18- اردو بازار لاہور  
فون: 7223046

## ہماری مطبوعات

- |                                   |                                    |
|-----------------------------------|------------------------------------|
| (1) آئینہ صلوة النبی ﷺ            | (2) جنت کی بہاریں                  |
| (3) داڑھی کے مسائل                | (4) مکمل محمدی نماز                |
| (5) ڈھول کا پول                   | (6) فکر آخرت                       |
| (7) قرآن خوانی اور ایصال ثواب     | (8) محمدی دعائیں اور دوائیں        |
| (9) صحیح اسلامی عقائد (اول + دوم) | (10) متنازع مسائل کے قرآنی فیصلے   |
| (11) اصلاح البیوت                 | (12) ارشادات شیخ عبدالقادر جیلانیؒ |
| (13) امام الانبیاءؑ کا طریقہ نماز | (14) قبر پرستی کے فروغ کیلئے       |
- شیطان کی ہوشربا تدبیریں

اسلامی کتب و اسلامی کیسٹس اینڈ سی ڈیز

محمدی سپلائنگ اینڈ کیسٹ ہاؤس



18- اردو بازار لاہور فون: 042- 7223046 - 0300-4358548